„KEINE NATION KANN FORTSCHRITTE MACHEN, OHNE IHRE FRAUEN ZU BILDEN"

100

Lajna Imaillah

1922 - 2022

نصاب تعلیمی و تربیتی کلاس ۲۰۲۲ء

خلافت

خلافت کی اہمیت
اور اس کی ضرورت

نام

مجلس

فہرست مضامین

تعلیمی و تربیتی کلاس 2022ء

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
1	پیغام: نیشنل صدر صاحبہ	i
2	ترجمۃُ القرآن: سُوۡرَۃُ النُّوۡرِ(24) آیت 56	1
3	تفسیر القرآن: سُوۡرَۃُ النُّوۡرِ(24) آیت 56	2
4	فضائل القرآن: خلافت کی اہمیت و ضرورت	7
5	حدیثِ نبوی ﷺ: اِطاعتِ خلافت	14
6	حفظِ ادعیہ: اللہ تعالیٰ کو پانے کی دُعا، خلیفۂ وقت کے لیے دُعا	18
7	فقہ احمدیہ: آدابِ نماز اور زکوٰۃ	19
8	تبلیغ: خلافتِ احمدیہ! حقیقی امن کی ضامن	22
9	تاریخِ اسلام: اسلام میں اختلافات کا آغاز	24
10	تاریخِ احمدیت: منکرینِ خلافت کا فتنہ	29

زیر صدارت: محترمہ حامدہ سوسن چوہدری صاحبہ صدر لجنہ اِماءِاللہ جرمنی

نگرانِ اعلیٰ: امۃ الجمیل غزالہ سیکریٹری تعلیم لجنہ اِماءِاللہ جرمنی

انچارج نصاب: نرگس ظفر

بورڈ کمیٹی نصاب: نازیہ خان، محمودہ احمد، بلقیس اختر، بشریٰ ماجد، بدر جری اللہ

معاونت: عالیہ ورک، زوباریہ احمد، ثروت اسلام، فوزیہ بشریٰ

ٹائٹل: ثمرہ کنول خان

لے آؤٹ و ڈیزائننگ: رینا احمد

پیغام

نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماءِاللہ جرمنی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیاری عزیز طالبات تعلیمی و تربیتی کلاس!

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہٗ

ربِّ رحیم کا بے حد فضل واحسان ہے کہ کورونا جیسی ناگہانی وباء سے نپٹتے ہوئے معمولات زندگی اپنی روش پہ واپس لوٹ رہے ہیں، الحمد للہ۔ لجنہ اماءاللہ جرمنی اپنی بھرپور تعلیمی و تربیتی سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے امسال بھی تعلیمی و تربیتی کلاس منعقد کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ الحمدللہ

جیسا کہ آپ سب جانتی ہیں کہ سال 23/2022 تنظیم لجنہ اماءاللہ کی صد سالہ جوبلی کا سال ہے، صد سالہ جوبلی جہاں ہر لجنہ ممبر کے لیے خوشی کا موقع ہے وہاں اس بات کو دیکھنے اور سوچنے کی بھی ضرورت ہے کہ اس تنظیم کے بانی حضرت خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے لجنہ کے قیام کے جو مقاصد بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایک بڑا مقصد عورتوں کا علم و معرفت میں ترقی کرنا ہے۔

پیاری طالبات! ترقی روحانی ہو یا علمی، ان تمام ترقیات کا دروازہ حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے بغیر کھلنا ممکن نہیں ہے، اور وہ حبل اللہ خلافت احمدیہ ہے۔ اس لیے ہمیں اگر اپنے مقاصد کو حاصل کرنا ہے تو ہمارے لیے ”خلافت کی اہمیت و ضرورت“ کو سمجھنا اور اس پہ کامل ایمان و یقین ضروری ہے۔

حدیثِ نبوی ﷺ میں خلافت کی اہمیت ان الفاظ میں بیان فرمائی گئی، ”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر زمین میں اللہ کا کوئی خلیفہ دیکھو تو تم اس کی متابعت و مصاحبت اختیار کرو (اس کے ساتھ مضبوطی سے چمٹ جاؤ۔ ناقل) اگرچہ اس وجہ سے تمہارا جسم لہولہان کر دیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے۔“

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 932 ایڈیشن 2003)

خلافت کی اہمیت و مقام حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے اس ارشاد سے اور واضح ہو جاتا ہے، آپ علیہ السّلام فرماتے ہیں۔ ”خلیفہ در حقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لیے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لیے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔“

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اپنے سب سے پہلے پیغام میں فرمایا ”قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دینِ حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل

دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔اور وہی آپ کے لیے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لیے ایک ڈھال ہے... پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ہماری ساری ترقیات کا دارو مدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ 30 مئی 2003ء صفحہ 1)

”اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت کی نعمت سے نوازا ہے جو تمام قسم کی ترقیات کے لیے ایک بابرکت راہ ہے۔اس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں۔ وحدت اور یکجہتی کے قیام کے لیے اور کامیابیوں کے حصول کے لیے خلافت کے دامن سے ہمیشہ وابستہ رہیں اور نسل در نسل اپنی اولادوں کو بھی اس نعمت عظمیٰ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہیں۔ ہمیشہ اس کی سربلندی اور مضبوطی کے لیے کوشاں رہیں اور اس راہ میں درپیش ہر قربانی کے لیے مستعد رہیں۔“

(مشعل راہ جلد 5 حصّہ اوّل صفحہ 32تا33)

خدا کرے اطاعت امام ہم بھی کر سکیں
خدا کرے کہ معرفت کا جام بھی ہمیں ملے

عزیز طالبات! کلاس کا نصاب بہت محنت اور تحقیق کے بعد آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے،اس لیے اس کا سنجیدگی سے مطالعہ کرتے ہوئے اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ یہ کلاس ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور ہم اپنی علم و معرفت میں ترقیات کی منازل طے کرتے ہوئے خلیفہ وقت کے سلطان نصیر بن سکیں۔آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وعافیت سے بھرپور غیر معمولی اعجازی رنگ لیے ہوئے لمبی زندگی کے لیے خاص طور پر دعا کریں۔اس نصاب کی چیکنگ میں مکرم و محترم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جرمنی اور دوسرے مربیان نے راہنمائی فرمائی ہے۔اس طرح تعلیم ٹیم کی ممبرات اور دیگر تمام وہ احباب جنھوں نے اس کلاس کے انعقاد میں تعاون اور مدد دی خاکسار ان سب کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ سب سے بھی ان کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت سے کامل وفا اور مضبوط وابستگی عطا فرماتا چلا جائے اور ہم سب اس نعمت عظمیٰ کی دل و جان سے قدر کرنے والے ہوں۔آمین اللّٰھُمَّ آمین

والسلام

حامدہ سوسن چوہدری

S. Chaudhry

صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی

ترجمۃ القرآن

سُوۡرَةُ النُّوۡرِ (24) آیت 56 مع ترجمہ

”تلاوتِ قرآن کریم کی عادت ڈالنا اور اس کے معانی پر غور سکھانا یہ ہماری تربیّت کی بنیادی ضرورت ہے۔“

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان فرمودہ 4 جولائی 1997ء /22 اگست 1997ء الفضل انٹرنیشنل)

بِسۡمِ اللّٰهِ	الرَّحۡمٰنِ	الرَّحِيۡمِ ۝١		
اللہ کے نام کے ساتھ	(جو) بن مانگے دینے والا	(اور) بار بار رحم کرنے والا (ہے)		
وَعَدَ اللّٰهُ	الَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا	مِنۡكُمۡ	وَعَمِلُوا
وعدہ کیا ہے اللہ نے	(اُن لوگوں سے) جو	ایمان لائے	تم میں سے	اور انہوں نے کیں
الصّٰلِحٰتِ	لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ	فِى الۡاَرۡضِ	كَمَا	اسۡتَخۡلَفَ
نیکیاں	ضرور وہ خلیفہ بنائے گا اُن کو	زمین میں	جیسا کہ	اُس نے خلیفہ بنایا
الَّذِيۡنَ	مِنۡ قَبۡلِهِمۡ	وَلَيُمَكِّنَنَّ	لَهُمۡ	دِيۡنَهُمُ
(اُن لوگوں کو) جو	اُن سے پہلے تھے	اور ضرور وہ تمکنت عطا کرے گا	اُن کو	اُن کا دین
الَّذِى	ارۡتَضٰى	لَهُمۡ	وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ	مِّنۡۢ بَعۡدِ
جو	اس نے پسند کیا	اُن کے لیے	اور ضرور اُنہیں بدل دے گا	بعد اس کے
خَوۡفِهِمۡ	اَمۡنًا ؕ	يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ	لَا يُشۡرِكُوۡنَ	بِىۡ شَيۡـًٔـا ؕ
اُن کا خوف	امن کی حالت (میں)	وہ میری عبادت کریں گے	شریک نہیں ٹھہرائیں گے	میرے ساتھ کسی کو
وَمَنۡ	كَفَرَ	بَعۡدَ	ذٰلِكَ	فَاُولٰٓـئِكَ
اور جو	انکار کرے	بعد	اس کے	پس وہ (لوگ)
هُمُ	الۡفٰسِقُوۡنَ ۝٥٦			
وہی	نافرمان ہیں			

"قرآں کتابِ رحماں سکھلائے راہِ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں"
(از درِّ ثمین کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

آیتِ اِستخلاف

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۵۶﴾ (سُوۡرَۃُ النُّوۡرِ:56)

ترجمہ۔اللہ (تعالیٰ) نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا۔اور جو دین اُس نے اُن کے لیے پسند کیا ہے وہ اُن کے لیے اُسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لیے اَمن کی حالت میں تبدیل کردے گا۔وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔اور جو لوگ اس کے بعد بھی اِنکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔اور تم سب نمازوں کو قائم کرو۔اور زکوٰۃ دو۔اور اس رَسول کی اِطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔(اور اَے مخاطب) کبھی خیال نہ کر کہ کفار زمین میں ہمیں اپنی تدبیروں سے عاجز کردیں گے اور ان کا ٹھکانا تو دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔
(اردو ترجمہ تفسیر کبیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جلد نمبر 6 صفحہ 365 تا 366 سنِ اشاعت 2004ء)

اِس آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں "یہ آیت جو آیتِ اِستخلاف کہلاتی ہے اس میں مُندَرِجہ ذیل اُمور بیان کئے گئے ہیں:۔

اوّل: جس اِنعام کا یہاں ذِکر کیا گیا ہے وہ ایک وعدہ ہے۔

دوم: یہ وعدہ اُمّت سے ہے جب تک وہ ایمان اور عملِ صالح پر کاربند رہے۔

سوم: اس وعدہ کی غَرَض یہ ہے کہ

(الف) مسلمان بھی وہی انعام پائیں جو پہلی اُمتوں نے پائے تھے کیونکہ فرماتا ہے لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ۔

(ب) اس وعدہ کی دوسری غرض تمکینِ دین ہے۔

(ج) اس کی تیسری غرض مسلمانوں کے خوف کو اَمن سے بدل دینا ہے۔

(د) اس کی چوتھی غرض شرک کا دُور کرنا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قیام ہے۔

اِس آیت کے آخر میں وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اس کے وعدہ ہونے پر زور دیا اور وَلَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ۔(اِبۡرٰہِیۡمَ 8) وعید کی طرف تَوَجُّہ دِلائی کہ ہم جو انعامات تم پر نازل کرنے لگے ہیں اگر تم اُن کی ناقدری کروگے تو ہم تمہیں سخت سزا دیں گے۔

خِلافت بھی چونکہ ایک بھاری انعام ہے۔اس لیے یاد رکھو جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں گے وہ فاسِق ہو جائیں گے۔
یہ آیت ایک زبردست شہادت خلافتِ راشدہ پر ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطورِ احسان مسلمانوں میں خلافت کا نظام قائم کیا جائے گا جو مُؤَيَّد مِنَ اللہ ہو گا۔ جیسا کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ اور وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ سے ظاہر ہے اور مسلمانوں کو پہلی قوموں کے انعامات میں سے وافِر حصّہ دِلانے والا ہو گا۔ پھر اس آیت میں خُلَفاء کی علامات بھی بتائی گئی ہیں جن سے سچے اور جھوٹے میں فرق کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ ہیں:
اوّل۔ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ یعنی اس کے بنانے میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا۔ نہ وہ خود خواہش کرتا ہے اور نہ کسی منصوبہ کے ذریعہ وہ خلیفہ ہوتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو ایسے حالات میں وہ خلیفہ بنتا ہے جبکہ اس کا خلیفہ ہونا بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ اَلفاظ کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ خود ظاہر کرتے ہیں کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے کیونکہ جو وعدہ کرتا ہے وہی دیتا بھی ہے۔ نہ یہ کہ وعدہ تو وہ کرے اور اُسے پورا کوئی اور کرے۔ پس اس آیت میں پہلی بات یہ بتائی گئی ہے کہ سچے خلفاء کی آمد خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو گی۔ کوئی شخص خلافت کی خواہش کر کے خلیفہ نہیں بن سکتا اور نہ کسی منصوبہ کے ماتحت خلیفہ بن سکتا ہے۔ خلیفہ وہی ہو گا جسے خدا بنانا چاہے گا بلکہ بسا اوقات وہ ایسے حالات میں خلیفہ ہو گا جبکہ دنیا اُس کے خلیفہ ہونے کو ناممکن خیال کرتی ہو گی۔
دوسری علامت اللہ تعالیٰ نے سچے خلیفہ کی یہ بتائی ہے کہ وہ اُس کی مدد انبیاء کے مشابہ کرتا ہے کیونکہ فرماتا ہے كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کہ یہ خُلَفاء ہماری نصرت کے ایسے ہی مستحق ہوں گے جیسے پہلے خلفاء اور جب پہلی خلافتوں کو دیکھا جاتا ہے تو وہ تین قسم کی نظر آتی ہیں۔
اوّل خلافتِ نبوّت:۔ جیسے آدم علیہ السّلام کی خلافت تھی۔ جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (البقرۃ ع) مَیں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اب آدم علیہ السّلام کا انتخاب نہیں کیا گیا تھا۔ اور نہ وہ دُنیوی بادشاہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ایک وعدہ کیا اور انہیں اپنی طرف سے زمین میں آپ کھڑا کیا۔ اور جنہوں نے ان کا اِنکار کیا انہیں سزا دی...
پس پہلی خلافتیں اوّل خلافتِ نبوت تھیں جیسے حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت تھی جن کو قرآن کریم نے خلیفہ قرار دیا ہے۔ مگر اُن کو خلیفہ صرف نبی اور مامور ہونے کے معنوں میں کہا گیا ہے۔ چونکہ وہ اپنے اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق صفاتِ الٰہیہ کو دنیا میں ظاہر کرتے تھے اور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ظِلّ بن (کر) ظاہر ہوئے اسی لیے وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کہلائے۔
دوسری خلافت:۔ جو قرآن کریم سے ثابت ہے وہ خلافتِ ملوکیت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ہود علیہ السّلام کے متعلق فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ... لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (الاعراف ع) یعنی اس وقت کو یاد کرو جبکہ قوم نوحؑ کے بعد خدا نے تم کو خلیفہ بنایا اور اُس نے تم کو بناوٹ میں بھی فراخی بخشی یعنی تمہیں کثرت سے اَولاد دی۔ پس تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو تا کہ تمہیں کامیابی حاصِل ہو۔ اِسی طرح حضرت صالحؑ کی زبانی فرماتا ہے وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ (الاعراف ع) یعنی اُس وقت کو یاد کرو جب تم کو خدا تعالیٰ نے عاد اولیٰ کی تباہی کے بعد اُن کا جانشین بنایا اور حکومت تمہارے ہاتھ میں آ گئی۔ اس آیت میں خلفاء کا جو لفظ آیا ہے اس سے مراد صرف دُنیوی بادشاہ ہیں اور نعمت سے مراد بھی نعمتِ حکومت ہی ہے... مگر ان دو قسم کی خلافتوں کے علاوہ نبی کے وہ جانشین بھی خلیفہ کہلاتے ہیں جو اس کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہوں۔ یعنی اُس کی شریعت پر قوم کو چلانے والے اور اُن میں اتحاد قائم رکھنے والے ہوں خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی... غرض یوشع سے لے کر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے معاً بعد اُن کے خلیفہ ہوئے حضرت مسیح ناصریؑ تک سب انبیاء اور مجدّدین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ اور اُن کی شریعت کو جاری کرنے والے

تھے۔ پس جب خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ تو اس سے یہ استنباط ہوا کہ پہلی خلافتوں والی برکات مسلمانوں کو بھی ملیں گی اور انبیاء سابقین سے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ سلوک کیا وہی سلوک وہ اُمّتِ محمدیہ کے خلفاء کے ساتھ بھی کرے گا۔

اگر کوئی کہے کہ پہلے تو خلافتِ ملوکیت کا بھی ذکر آتا ہے پھر خلافتِ ملوکیت کا ذکر چھوڑ کر صرف خلافتِ نبوّت کے ساتھ اس کی مشابہت کو کیوں مخصوص کیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک مسلمانوں کے ساتھ بادشاہوں کا بھی وعدہ ہے مگر اس جگہ بادشاہت کا ذکر نہیں بلکہ صرف مذہبی نعمتوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ کہ خدا تعالیٰ اپنے قائم کردہ خلفاء کے دین کو دنیا میں قائم کر کے رہے گا۔ اب یہ اُصول دنیا کے بادشاہوں کے متعلق نہیں اور نہ اُن کے دین کو خدا تعالیٰ نے کبھی دنیا میں قائم کیا ہے۔ بلکہ یہ اُصول روحانی خلفاء کے متعلق ہی ہے۔ پس یہ آیت ظاہر کر رہی ہے کہ اس جگہ جس خلافت سے مشابہت دی گئی ہے وہ خلافتِ نبوّت ہے نہ کہ خلافتِ ملوکیت۔

اِسی طرح فرماتا ہے۔ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا کہ خدا اُن کے خوف کو امن سے بدل دیا کرتا ہے۔ یہ علامت بھی دنیوی بادشاہوں پر کسی صورت میں بھی چسپاں نہیں ہوسکتی کیونکہ دنیوی بادشاہ اگر آج تاج و تخت کے مالک ہوتے ہیں تو کل تخت سے علیٰحدہ ہو کر بھیک مانگتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کے خوف کو امن سے بدل دینے کا کوئی وعدہ نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات جب کوئی سخت خطرہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اس کے مقابلہ کی ہمت تک کھو بیٹھتے ہیں۔

پھر فرماتا ہے يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا کہ وہ خلفاء میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے گویا وہ خالص موحِّد اور شرک کے شدید ترین دشمن ہوں گے۔ مگر دنیا کے بادشاہ تو شرک بھی کر لیتے ہیں حتّٰی کے رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ ان سے کبھی کفر بواح بھی صادر ہو جائے۔ پس وہ اس آیت کے مِصداق کس طرح ہو سکتے ہیں۔

چوتھی دلیل جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان خلفاء سے مراد دنیوی بادشاہ ہر گز نہیں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ یعنی جو لوگ ان خلفاء کا انکار کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے اب بتاؤ کہ کیا جو شخص کفرِ بواح کا بھی مرتکب ہو سکتا ہو آیا اس کی اِطاعت سے خروج فسق ہو سکتا ہے؟ یقیناً ایسے بادشاہوں کی اِطاعت سے اِنکار کرنا انسان کو فاسق نہیں بنا سکتا۔ فسق کا فتویٰ انسان پر اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفاء کی اطاعت سے اِنکار کرے۔

غرض یہ چاروں دلائل جن کا اس آیت میں ذکر ہے اس امر کا ثبوت ہیں کہ اس آیت میں جس خلافت کا ذکر کیا گیا ہے وہ خلافتِ ملوکیّت نہیں۔ پس جب خدا نے یہ فرمایا کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ کہ ہم اُن خلفاء پر ویسے ہی انعامات نازل کریں گے جیسے ہم نے پہلے خلفاء پر انعامات نازل کئے تو اس سے مراد یہی ہے کہ جیسے پہلے انبیاء کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی رہی ہے اُسی طرح اُن کی مدد ہو گی۔ پس اس آیت میں خلافتِ نبوّت سے مشابہت مراد ہے نہ کہ خلافتِ ملوکیت سے۔

تیسری (علامت) بات اس آیت سے یہ نکلتی ہے کہ یہ وعدہ اُمّت سے اُس وقت تک کے لیے ہے جب تک کہ اُمّت مومن اور عملِ صالح کرنے والی رہے۔ جب وہ مومن اور عمل صالح کرنے والی نہیں رہے گی تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے اس وعدہ کو واپس لے لے گا۔ گویا نبوّت اور خلافت میں یہ عظیم الشّان فرق بتایا کہ نبوّت تو اُس وقت آتی ہے جب دنیا خرابی اور فساد سے بھر جاتی ہے جیسے فرمایا ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: ۴۲) یعنی جب برّ اور بحر میں فساد واقع ہو جاتا ہے۔ لوگ خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ اِلٰہی احکام سے اپنا منہ موڑ لیتے ہیں۔ ضلالت اور گمراہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور تاریکی زمین کے چپّہ چپّہ کا اِحاطہ کر لیتی ہے تو اس وقت لوگوں کی اصلاح کے لیے خدا تعالیٰ کسی نبی کو بھیجتا ہے جو پھر آسمان سے نورِ ایمان کو واپس لاتا اور ان کو سچے دین پر قائم کرتا ہے۔ لیکن خلافت اُس وقت آتی ہے جب قوم میں اکثریت مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی ہوتی ہے اور خلیفہ لوگوں کو عقائد میں مضبوط

کرنے کے لیے نہیں آتا بلکہ تنظیم کو مکمل کرنے کے لیے آتا ہے۔ گویا نبوّت تو ایمان اور عملِ صالح کے مِٹ جانے پر آتی ہے۔ اور خلافت اس وقت آتی ہے جب قریباً تمام کے تمام لوگ ایمان اور عملِ صالح پر قائم ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت اُسی وقت شروع ہوتی ہے جب نبوّت ختم ہوتی ہے کیونکہ نبوّت کے ذریعہ ایمان اور عمل صالح قائم ہو چکا ہوتا ہے۔ اور چونکہ اکثریت ان لوگوں کی ہوتی ہے جو ایمان اور عمل صالح پر قائم ہوتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اپنی خلافت کی نعمت عطا فرما دیتا ہے اور درمیانی زمانہ جب کہ نہ تو دنیا نیکوکاروں سے خالی ہو اور نہ بدی سے پُر ہو دونوں سے محروم رہتا ہے کیونکہ نہ تو بیماری شدید ہوتی ہے کہ نبی آئے اور نہ تندرستی کامل ہوتی ہے کہ اُن سے کام لینے والا خلیفہ آئے...

چوتھی علامت خلفاء کی اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ ان کے دینی احکام اور خیالات کو اللہ تعالیٰ دنیا میں پھیلائے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ کہ اللہ تعالیٰ اُن کے دین کو تمکین دے گا اور باوجود مُخالِف حالات کے اُسے دنیا میں قائم کرے گا۔ یہ ایک زبردست ثبوت خلافتِ حقہ کی تائید میں ہے اور جب اس پر غور کیا جاتا ہے تو خُلَفاء کی صداقت پر خدا تعالیٰ کا یہ ایک بہت بڑا نشان نظر آتا ہے...

پھر دین کے ایک معنے سیاست اور حکومت کے بھی ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے سچے خلفاء کی اللہ تعالیٰ نے یہ علامت بتائی کہ جس سیاست اور پالیسی کو وہ چلائیں گے اللہ تعالیٰ اُسے دنیا میں قائم فرمائے گا۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفۂ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہوا گر اُس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اُسے اس غلطی پر مطّلع کر دیتا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اِسے عصمتِ صُغریٰ کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کو تو عصمتِ کُبریٰ حاصل ہوتی ہے لیکن خلفاء کو عصمتِ صغریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اُن سے کوئی ایسی اہم غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لیے تباہی کا مُوجِب ہو۔ اُن کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ مگر انجام کار نتیجہ یہی ہوگا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا اور اُس کے مخالفوں کو شکست ہوگی۔ گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمتِ صغریٰ حاصل ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہوگی جو اُن کی ہوگی۔ بیشک بولنے والے وہ ہوں گے۔ زبانیں انہی کی حرکت کریں گی۔ ہاتھ انہی کے چلیں گے۔ دماغ انہی کا کام کرے گا۔ مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا اپنا ہاتھ ہوگا اُن سے جزئیات میں معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ بعض دفعہ اُن کے مشیر بھی ان کو غلط مشورہ دے سکتے ہیں لیکن ان درمیانی روکوں سے گذر کر کامیابی اُنہی کو حاصل ہوگی۔ اور جب تمام کڑیاں مل کر زنجیر بنے گی تو وہ صحیح ہوگی اور ایسی مضبوط ہوگی کہ کوئی طاقت اُسے توڑ نہیں سکے گی۔

پانچویں علامت اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ یعنی جب بھی قومی طور پر اسلامی خلافت کے لیے کوئی خوف پیدا ہوگا اور لوگوں کے دلوں میں نورِ ایمان باقی ہوگا اللہ تعالیٰ اس خوف کے بعد ضرور ایسے سامان پیدا کر دے گا کہ جن سے مسلمانوں کا خوف امن سے بدل جائے گا۔ چنانچہ دیکھ لو۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب افراتفری کی حالت پیدا ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کو حضرت علیؓ کے ہاتھ پر اکٹھا کر دیا۔ اور جب حضرت علیؓ کے مقابلہ میں حضرت معاویہؓ کھڑے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت معاویہؓ کے دل میں اُس زمانہ کے مناسبِ حال خَشِیَتُ اللہ پیدا کر دی اور جب روم کے عیسائی بادشاہ نے مسلمانوں کا انتشار دیکھ کر اسلامی ممالک پر حملہ کرنا چاہا تو حضرت معاویہؓ نے اُسے کہلا بھیجا کہ یہ نہ سمجھنا کہ مسلمانوں میں اختلاف ہے اگر تم نے اسلامی ملکوں پر حملہ کیا تو سب سے پہلا جرنیل جو حضرت علیؓ کی طرف سے تمہارے مقابلہ کے لیے نکلے گا وہ مَیں ہوں گا۔ چنانچہ رومی بادشاہ ڈر گیا اور مسلمانوں کا خوف امن سے بدل گیا...

خلفاء کی **چھٹی علامت** اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وہ خلفاء میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ یعنی اُن کے دلوں میں خدا تعالیٰ جرأت اور دلیری پیدا کر دے گا اور خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی کا خوف اُن کے دل میں پیدا نہیں ہوگا۔ وہ لوگوں کے ڈر سے کوئی کام نہیں کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھیں گے اور اُسی کی خوشنودی اور رضا کے لیے تمام کام کریں گے۔ یہ معنے نہیں کہ وہ

بُت پرستی نہیں کریں گے۔ بُت پرستی تو عام مسلمان بھی نہیں کرتے کجایہ کہ خلفاء کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ بُت پرستی نہیں کریں گے۔ پس یہاں بُت پرستی کا ذکر نہیں بلکہ اس امر کا ذکر ہے کہ وہ بندوں سے ڈر کر کسی مقام سے اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے بلکہ جو کچھ کریں گے خدا تعالیٰ کے منشاء اور اس کی رضا کو پورا کرنے کے لیے کریں گے اور اس امر کی ذرا بھی پرواہ نہیں کریں گے کہ اس راہ میں انہیں کن بلاؤں اور آفات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دنیا میں بڑے سے بڑا دلیر آدمی بھی بعض دفعہ لوگوں کے ڈر سے ایسا پہلو اختیار کر لیتا ہے جس سے گو یہ مقصود نہیں ہوتا کہ وہ سچائی کو چھوڑ دے مگر دل میں یہ خواہش ضرور ہوتی ہے کہ مَیں ایسے رنگ میں کام کروں کہ کسی کو شکوہ پیدا نہ ہو...

پھر فرماتا ہے۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ اس آیت میں وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ کے معاً بعد نماز اور زکوٰۃ اور اطاعتِ رسول ﷺ کا ذکر کر کے اس طرف بھی توجہ دِلائی گئی ہے کہ اگر کسی وقت برکاتِ خلافت کے نزول میں کمی آجائے تو مسلمانوں کو بحیثیت قوم نمازوں میں لگ جانا چاہیئے اور زکوٰۃ دینے میں چُست ہو جانا چاہیئے۔ اور رسول کریم ﷺ کی کامل اِطاعت اختیار کرنی چاہیئے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو اُن پر رحم کیا جائے گا اور پھر رسولِ کریم ﷺ کا کوئی ایسا نائب کھڑا کر دیا جائے گا جو سب مسلمانوں کو اکٹھا کر دے گا۔ مگر بہر حال منکرینِ خلافت کبھی زمین پر غالب نہیں آئیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگ کھڑے کرتا رہے گا جو خِلافت پر ایمان رکھتے ہوں۔ خواہ جزوی ہی ہو۔ چنانچہ خوارج جو منکرینِ خلافت ہیں کبھی بھی دنیا پر حاکم نہیں ہوئے بلکہ سُنّی جو منہ سے خلافت کے قائل ہیں لیکن حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں انہوں نے اپنی جانیں قربان کر کے خلافت کو قائم رکھنے کی کوشش نہیں کی وہی ہمیشہ غالب رہے ہیں۔

(تفسیر کبیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جلد نمبر 6 صفحہ 370 تا 393 سن اشاعت 2004ء)

اَلفاظ و معانی

تمکین: وقار، شان و شوکت۔ **فاسِق**: حُسن و اَخلاق کے راستے سے مُنحرِف ہونے والا، گنہ گار۔ **مُؤَیَّد مِنَ الله**: جسے اللہ کی تائید حاصل ہو۔ **وافِر**: کثرت سے، بہت زیادہ۔ **ظِلّ**: عکس، سایہ، پرتَو۔ **اِستنباط**: چند باتوں کا عقلی نتیجہ۔ **موحّد**: سچا مسلمان، ایک خدا کو ماننے والا۔ **کفرِبواح**: صریح، واضح کفر۔ **صادِر**: نافذ ہونے والا۔ **مطّلع**: آگاہ، واقِف۔ **جزئی/جزوی**: تفصیلی، چھوٹے چھوٹے۔ **خَشیَتُ الله**: اللہ کا رعب، ڈر، خوف۔ **اِنتشار**: بدامنی، اضطراب۔ **معاً**: فوری۔

سوالات:

سوال نمبر 1۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آیت اَستخلاف کی تشریح میں فرمایا کہ "یہ خُدا تعالیٰ کا مسلمانوں پر انعام ہے"، آپؓ نے اس کے کون سے چار اغراض بیان فرمائے ہیں؟

سوال نمبر 2۔ اس آیت اِستخلاف میں خُلَفاء کی علامات بھی بتائی گئی ہیں جن سے سچے اور جھوٹے میں فرق کیا جاسکتا ہے وہ کیا ہیں؟

سوال نمبر 3۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ اس آیت سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر 4۔ ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو اگر خلیفہ وقت سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ کس طرح مدد فرماتا ہے؟

سوال نمبر 5۔ نبوّت تو ایمان اور عملِ صالح کے مِٹ جانے پر آتی ہے۔ خلافت کا قیام کب ہوتا ہے؟

سوال نمبر 6۔ جب روم کے عیسائی بادشاہ نے مسلمانوں کا انتشار دیکھ کر اسلامی ممالک پر حملہ کرنا چاہا تو حضرت معاویہ نے اُسے کیا پیغام بھیجا؟

سوال نمبر 7۔ اگر کسی وقت برکاتِ خلافت کے نزول میں کمی آجائے تو مسلمانوں کی بحیثیت قوم کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ: ”تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔“

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السّلام)

خِلافت کی اہمیت وضرورت

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾ (سُوْرَۃُ النُّوْرِ:56)

تَرْجُمَة:۔ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لیے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

خلافت کیا ہے؟

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔ ”خلیفہ کے معنٰے جانشین کے ہیں، جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دُور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں اُنہیں خلیفہ کہتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 383 ایڈیشن 1984ء)

آیت استخلاف سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کا ایک اہم کام دین کی تمکنت کرنا بھی ہے۔ لغت کی رُو سے لفظ ”تمکنت“ کا مطلب ہے قدرت، اختیار، حکومت، شان وشوکت۔ یہ تمکنت ہمیں خلافت کی اہمیت اور ضرورت کی شکل میں نظر آتی ہے۔

”پس خلافت نبوّت کی جانشینی ہے اور خلیفہ نبی کے شروع کیے ہوئے عظیم الشّان مشن کو خدا تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کر کے، نبی کی نشان کردہ راہوں پر چلتے ہوئے آگے سے آگے بڑھاتا ہے اور نہ صرف اس کے تِشنۂ تکمیل منصوبوں اور سکیموں کو تکمیل تک پہنچاتا ہے بلکہ اس کی بِعثت کی غرض کو پورا کرنے کی خاطر وہ نئے نئے پروگراموں اور منصوبوں کی بنا بھی ڈالتا ہے اور اس طرح سے تجدیدِ دین کرتا ہے۔ اور وہ اپنے فرائض کو پوری شدت اور جوش وخروش اور تیزی کے ساتھ ادا کرتا ہے کیونکہ لفظ خلیفہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یہ ہے خلافت حقّہ کا تصوّر، جو خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم ہوتا ہے اور جو دنیا کے ہر نظام سے ہر پہلو میں کہیں بہتر اور زیادہ موثر ہے۔“

(خلافت کی اہمیت و برکات الفضل انٹر نیشنل 21 تا 27 مئی 1999ء صفحہ 3 کالم 3)

ذیل میں اِختصار کے ساتھ ان دو پہلوؤں کو بیان کیا جارہا ہے۔

خلافت کی اہمیت:۔

حدیث نبوی ﷺ میں خلافت کی اہمیت کا بیان۔ ”آنحضرت ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اِنْ رَأَيْتَ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةَ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ فَالْزِمْهُ وَاِنْ نُهِكَ جِسْمُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ۔

یعنی اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اُسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔‘‘

(مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفۃ بن الیمان حدیث نمبر 22916)(متفرق مضامین الفضل انٹرنیشنل 31 دسمبر 2021ء)

خلیفہ خدا بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں نقص نہیں ہوتا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں۔ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپؐ کو خوب علم تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرماوے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نَقص نہیں۔...

سوائے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک مُنقَطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی... مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مُجَسَّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 229 ایڈیشن 1984ء)(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305 تا 306)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ’’خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نور الدینؓ صاحب اپنی خلافت کے زمانے میں چھ سال متواتر اس مسئلہ پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے، نہ انسان۔ اور در حقیقت قرآن شریف کو غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خُلَفاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں۔‘‘

(کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے انوار العلوم جلد 2 صفحہ 11)

خلافت کی اِطاعت سے باہر ہونے والا نبی کی اِطاعت سے باہر ہو جاتا ہے:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثّانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ’’بے شک میں نبی نہیں ہوں لیکن مَیں نبّوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر ہوتا ہے... میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 27 اگست 1937ء روزنامہ الفضل 4 ستمبر 1937ء صفحہ 8)

خلافت نبوت کا تتمّہ ہے:۔

’’خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی اصلاح کے لیے نبی بھیجتا ہے مگر ان کے ذِمّہ صرف تخم ریزی کا ہی کام ہوتا ہے۔ ان کے ہاتھوں تو ان کے مشن کی صرف اِبتداء ہی ہوتی ہے، اس کی بنیاد پڑتی ہے، اور ان کے جانے کے بعد خلافت نبوت کا تتمہ اور حصّہ بن کر وجود میں آتی ہے۔ یہ خدا کی قدیم سنت ہے جیسے کہ اَصْدَق الصادقین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اِرشاد مبارک ہے کہ: ’’ما کانت النبوۃ قطّ اِلّا تبعتھا خلافۃ‘‘ (کنز العمال جلد 6 صفحہ 119) کہ ہر نبوّت کے بعد خلافت لازمی طور پر قائم ہوتی رہی ہے۔ اگر بالفرض نبوّت کے بعد خلافت کا سلسلہ نہ ہو تو نعوذ باللہ اس سے خدا تعالیٰ پر حرف آتا ہے کہ اس نے دنیا میں ایک منصوبہ جاری فرمایا مگر ابھی وہ تشنۂ تکمیل ہی تھا کہ اس نے اس قائم کردہ سلسلہ کو اپنے ہاتھوں سے ملیامیٹ کر دیا۔‘‘

(خلافت کی اہمیت و برکات الفضل انٹرنیشنل 21 تا 27 مئی 1999ء صفحہ 3 کالم 4)

خلافت کی ضرورت اور برکاتِ رسالت سے فیض پانا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام خلافت کی ضرورت کے متعلق فرماتے ہیں۔ ’’چونکہ کسی انسان کے لیے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے اِرادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واَولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لیے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔‘‘

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

اَلْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُّقَاتِلُ مِنْ وَّرَآئِہٖ:۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ’’اِمام ایک ڈھال ہوتا ہے اور مومن اِس ڈھال کے پیچھے سے لڑائی کرتا ہے۔ مومن کی ساری جنگیں اِمام کے پیچھے کھڑے ہو کر ہوتی ہیں... اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لیے کسی آزاد تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت ہے تو پھر خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی...

یقینی کامیابی اور فتح:۔

امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اُٹھاتا ہے اس کے پیچھے اُٹھاتا ہے۔ اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے۔ اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے۔ اپنے اِرادوں کو اس کے ارادوں کے تابع کرتا ہے۔ اپنی آرزوؤں کو اُس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لیے کامیابی اور فتح یقینی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 27 اگست 1937ء روزنامہ الفضل 4 ستمبر 1937ء صفحہ 3 تا 4)

اَرکانِ دین کی حِفاظت اور تمکنتِ دین:۔

خلیفۂ وقت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا ولولہ اور ایسی اُمنگ عطا ہوتی ہے کہ وہ اس کی بدولت تمکنتِ دین کے لیے ہر قسم کے نامُساعِد حالات کے باوجود کسی بھی ضروری اَقدام کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ سیّدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ جب خلیفہ ہوئے تو مسلمان کہلانے والے بعض اعراب نے زکوٰۃ دینے سے اِنکار کر دیا۔ یہ بڑا ہی نازُک وقت تھا ایک طرف قیصر روم کے حملہ کا خطرہ، دوسری طرف اعراب کی بغاوت اور ان کی طرف سے برپا فتنۂ اِرتِداد، یہ مسائل بڑی خوفناک اور گھمبیر شکل اِختیار کیے ہوئے تھے۔ ایک عام انسان اس حالت میں بمشکل ان فتنوں پر ہی قابو پانے کی کوشش کر سکتا ہے۔ اسے مثبت اَقدام کی سکت ہی نہیں ہوتی۔ مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فوری طور پر زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والے مسلمانوں کی سرکوبی کا پروگرام بنایا اور اس کے لیے ٹارگٹ مقرر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ان میں سے کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بکری باندھنے والی رسی کی بھی زکوٰۃ دیتا تھا اور اب اس کا انکار کرتا ہے تو مَیں اس کی زکوٰۃ لے کر رہوں گا۔‘‘

(خلافت کی اہمیت و برکات الفضل انٹرنیشنل 21 تا 27 مئی 1999ء صفحہ 3، 9)

بیت المال کا استحکام اور تمکنتِ دین:۔

’’تمکنتِ دین کا ایک حد تک بیت المال کے اِستحکام کے ساتھ بھی تعلق ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے قائم کردہ نظامِ خلافت کو مالی لحاظ سے بڑی برکت بخشتا ہے تا تمکنتِ دین کی خاطر خلیفۂ وقت کو جس قدر اموال کی ضرورت ہو وہ میسّر آجائیں۔ نظامِ خلافت کی تاریخ شاہد ہے کہ بعض خُلَفاء اِنتہائی مُہیب قسم کے مالی خطرات اور دِگرگوں حالات میں مَسنَدِ خلافت پر متمکن ہوئے مگر دیکھتے ہی دیکھتے یہ حالات مالی فراوانی اور خوشحالی سے بدل گئے اور اس طرح سے یہ سبق بھی دیا گیا کہ ہر قسم کی خوشحالی خلافت کے ساتھ وابستگی میں ہے۔‘‘

(خلافت کی اہمیت و برکات الفضل انٹرنیشنل 21 تا 27 مئی 1999ء صفحہ 9)

غیر متزلزل ایمان:۔

''خلافت کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ اس کے طفیل مومنوں کو مضبوط چٹانوں جیسا غیر متزلزل ایمان بخشا جاتا ہے۔ وہ کسی قسم کی لالچ میں نہیں آتے وہ کسی کے ورغلائے نہیں پھسلتے۔ 5 ستمبر 1956ء کے اخبار الفضل میں ایک واقعہ درج ہے جو اس امر کی سچی تصویر پیش کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب 1914ء میں خلافت ثانیہ کا انتخاب ہوا تو پیغامیوں نے اس خیال سے کہ جماعت کے لوگ خلافت کو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتے یہ تجویز کیا کہ کوئی اور خلیفہ بنالیا جائے اور اس کے لیے سیالکوٹ کے ایک صوفی منش دوست میر عابد علی عابد کا انتخاب کیا گیا۔ پیغامیوں کا یہ خیال تھا کہ چونکہ میر صاحب صوفی منش اور عبادت گزار آدمی ہیں اس لیے الوصیت کے مطابق چالیس آدمیوں کا ان کی بیعت پر مُتَّفِق ہو جانا کوئی مشکل اَمر نہیں ہے۔ چنانچہ مولوی صدرالدین صاحب اور بعض اور دوسرے لوگ رات کے وقت ان کے پاس گئے اور اپنے آنے کی غرض بیان کی جس پر وہ آمادہ ہو گئے۔ اس کے بعد وہ پیغامی ہری کین لے کر ساری رات قادیان میں دو ہزار احمدیوں کے ڈیروں پر پھرتے رہے لیکن چالیس آدمی تو ایک طرف وہ کسی ایک آدمی کو بھی میر صاحب کی بیعت پر آمادہ نہ کر سکے اور جب انہیں میر صاحب کی بیعت کے لیے چالیس آدمی بھی نہ ملے تو وہ مایوس ہو گئے۔''

(خلافت کی اہمیت و برکات الفضل انٹرنیشنل 21 تا 27 مئی 1999ء صفحہ 9)

قربِ الٰہی کا حصول:۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔ ''انبیاء اور خُلَفاء اللہ تعالیٰ کے قُرب کے حُصُول میں لوگوں کے مُمِد ہوتے ہیں۔ جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے یا کھڈ سٹک کا سہارا لیکر چڑھتا ہے۔ اسی طرح انبیاء اور خُلَفاء لوگوں کے لیے سہارے ہیں۔ وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہو بلکہ وہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ 3 ستمبر 1937ء الفضل 11 ستمبر 1937ء صفحہ 10)

خلفاء کے ذریعہ سنن اور طریقے قائم کیے جاتے ہیں:۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ''خلفاء کے ذریعہ سُنَن اور طریقے قائم کیے جاتے ہیں ورنہ اَحکام تو انبیاء پر نازِل ہو چکے ہوتے ہیں۔ خُلَفاء دین کی تشریح اور وضاحت کرتے ہیں اور مُغْلَق اُمور کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور ایسی راہیں بتاتے ہیں جن پر چل کر اسلام کی ترقی ہوتی ہے۔''

(خطبہ جمعہ 27 اگست 1937ء روزنامہ الفضل 4 ستمبر 1937ء)

خلیفہ کی دعا ہی سب سے زیادہ قبول ہوتی ہے:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے... مَیں جو دعا کروں گا وہ اِن شاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔''

(منصب خلافت انوار العلوم جلد 2 صفحہ 32)

ازالۂ خوف:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ الوصیت میں اس کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں: ''ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ

اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (النور:56)۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پَیر جما دیں گے۔"

(الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ304تا305)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔ "پس جیسا کہ آپؑ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے فرمایا تھا وہ وقت بھی آگیا جب آپ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے اور ہر احمدی کا دل خوف و غم سے بھر گیا۔ لیکن مومنین کی دعاؤں سے قُرونِ اُولیٰ کی یاد تازہ کرتے ہوئے زمین و آسمان نے پھر ایک بار وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (سُوْرَةُ النُّوْر:56) کا نظارہ دیکھا۔ وہ عظیم انقلاب جو آپ نے اپنی بعثت کے ساتھ پیدا کیا تھا اسے اللہ تعالیٰ نے خلافت کے عظیم نظام کے ذریعہ جاری رکھا۔"

(خطابات امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صفحہ 13 ایڈیشن 2003ء)

خلافت سے رُوگردانی کرنے والوں کے لیے اِنتباہ:۔

حضرت مولانا حکیم مولوی نور الدینؓ صاحب فرماتے ہیں۔ "میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اِعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن کریم تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیوں کہ تنازع فیضانِ الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔ اس لیے چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غَسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں وہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ اِستغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو وَحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر اِزدِیادِ نعمت ہوتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے۔ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔" (سورۃ ابراہیم:8)

(خطباتِ نور صفحہ 131)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے قدرتِ ثانیہ کے نزول کے لیے دعاؤں کی جو شرط لگائی ہے وہ کسی ایک زمانہ کے لیے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ہے۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری شامتِ اعمال سے اِس نعمت کا دروازہ تم پر بند ہو جائے۔۔۔ اس بات کو بھی یاد رکھو کہ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو اور ابد الآباد تک تم اس کی بَرگُزیدہ جماعت رہو۔"

(خلافت راشدہ، انوار العلوم جلد15 صفحہ152تا153)

کامیابی کی کلید:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ "پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مشغول رہو اور اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جب تک تم میں خلافت رہے گی دُنیا کی کوئی قوم تم پر غالب نہیں آسکے گی اور ہر میدان میں تم مظفر و منصور رہو گے کیونکہ یہ خدا کا وعدہ ہے۔"

(خلافت راشدہ انوار العلوم جلد15 صفحہ 152)

عالمِ اسلام کا اتحاد:۔

’’کائنات کے چھوٹے سے ذرّہ، ایٹم کو لیجئے یا بڑے سے بڑے کسی اور جسم کو، جس کا بھی سینہ چاک کریں وہاں ایک دھڑکتا ہوا دل، ایک مرکز پائیں گے جو اس ذرّہ یا اس جسم کی ہر حرکت اور سکون کا محور ہو گا...دنیا کا کوئی بھی نظام، کوئی بھی کاروبار مرکزیت کے بغیر نامکمل ہے، معاشرہ میں مل جل کر رہنے کے لیے ایک نظام کی ضرورت ہے جس میں ایک ایسا مرکز ہونا چاہیے۔ جسے ہر فرد اپنے اوپر مسلّط کرے۔ اسی پر نوع انسانی کے نظام کی کامیابی کا مدار ہو گا۔ اسی پر اس کی ترقی کا انحصار ہو گا۔‘‘

(خلافت کی اہمیت و برکات الفضل انٹرنیشنل 21 تا 27 مئی 1999ء صفحہ 3)

غیروں کی نظر میں خلافت کی اہمیت و ضرورت:۔

ذیل میں صرف ایک مِثال درج ہے۔ مشہور کالم نویس جناب شاہد بدر فلاحی رقم طراز ہیں۔ ’’خلافت ناگزیر ہے خلافت کے بغیر نہ تو دین غالب آسکتا ہے نہ عدل وانصاف کا قیام عمل میں آسکتا ہے نہ مشرکانہ نظام کا خاتِمہ ہو سکتا ہے۔ نہ نماز کا مکمل قیام ہو سکتا ہے۔ نہ زکوٰۃ کا پورا انتظام نافذ ہو سکتا ہے۔ نہ نیکی فروغ پا سکتی ہے نہ برائی ختم ہو سکتی ہے۔ نہ جمعہ و عیدین کا انتظام ہو سکتا ہے۔ نہ اللہ کے رسول کی پوری اطاعت ہو سکتی ہے۔ نہ مسلمانوں کی حالت درست ہو سکتی ہے۔ خلافت کے بغیر زندگی گزارنا جاہلیت ہے۔ بلکہ جینا دُرست نہیں۔ خلافت کے بغیر اسلام اپاہج لُولا اور لنگڑا ہے۔‘‘

(غیروں کی نظر میں خلافت کی ضرورت و اہمیت الفضل انٹرنیشنل 19 جون 2020ء صفحہ 18 کالم 2)

حرفِ آخر:۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت اور پُر مَعارِف اَلفاظ ملاحظہ کرتے ہیں۔ ’’قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانِند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبّت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بِالمُقابِل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لیے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لیے ایک ڈھال ہے۔‘‘

(خصوصی پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، الفضل انٹرنیشنل 23 مئی تا 5 جون 2003ء صفحہ 1)

نیز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک پیغام میں افراد جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔ اس لئے **اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔ پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمح نظر ہو جائے۔**‘‘

(ماہنامہ خالد ربوہ سیدنا طاہر نمبر مارچ، اپریل 2004ء)(غیروں کی نظر میں خلافت کی ضرورت و اہمیت الفضل انٹرنیشنل 19 جون 2020ء صفحہ 18 کالم 1،2)

اَلفاظ و معانی

اِستخلاف: جانشینی، قائم مقامی، نیابت ۔ **بِنا ڈالنا**: آغاز کرنا، قائم کرنا۔ **اِختصار**: کم اَلفاظ میں، خلاصہ ۔ **نَقص**: کھوٹ، برائی، خرابی۔ **مُنقطِع**: جدا،ٹوٹا ہوا۔ **تتِمّہ**: بقیہ، آخری حصّہ۔ **اَصدَق**: سب سے زیادہ سچّا۔ **تِشنہ**: پیاسا۔ **ملیامیٹ**: تباہ و برباد۔ **اُولیٰ**: مُقدّم، پہلے۔ **ظِلّی**: طُفیلی۔ **تابِع**: مُطیع، فرماں بردار۔ **نامُساعِد**: ناسازگار، خِلاف۔ **فتنہ اِرتداد**: مذہب اِسلام سے پِھر جانا۔ **گھمبیر**: پیچیدہ، اُلجھا ہوا۔ **سکت**: طاقت، ہمت۔ **سَرکوبی**: سَر کچلنا، سزا دینا۔ **اِستحکام**: مضبوطی۔ **مُہیب**: خوفناک، خطرناک۔ **دِگرگُوں**: اور طرح کے، اُلٹ پلٹ۔ **مَسنَد**: گدّی۔ **مُتمکّن**: جاگزیں، قائم۔ **غیر مُتزلزل**: نہ ڈگمگانے والا، اپنی جگہ سے نہ ہلنے والا۔ **ہری کین**: لالٹین۔ **مُمِد**: مددگار، مُعاوِن۔ **کھڈ سٹک**: لکڑی کی کھونٹی۔ **مُغلَق**: جس کے معنیٰ مشکِل سے سمجھ آئیں۔ **بادِیہ نشین**: صحرا میں زندگی گزارنے والا۔ **نابود**: فانی، فنا ہونے والا۔ **قُرونِ اُولیٰ**: اِسلام کے پہلے دَور یا زمانے۔ **اِعتِصام**: مضبوطی کا عمل۔ **اِزدِیاد**: اضافہ ۔ **بَرگُزیدہ**: منتخب، پسندیدہ۔ **کلید**: چابی۔ **رقم طراز**: لکھنے والا۔ **مَعارِف**: علم و فضل۔

سوالات:

سوال نمبر 1۔ خلافت کو نبی کا جانشین کیا گیا ہے۔ ایک خلیفہ نبی کے بعد اس کے عظیم الشّان مشن کو کس طرح آگے بڑھاتا ہے؟

سوال نمبر 2۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا؟ اس میں کیا بھید تھا؟

سوال نمبر 3۔ خُدا تعالیٰ نے انسان کی کس غرض کے لیے خلافت کو اُس کے لیے تجویز فرمایا؟

سوال نمبر 4۔ انبیاء اور خُلفاء اللہ تعالیٰ کے قُرب کے حُصول میں لوگوں کے لیے کس طرح مُمِد ہوتے ہیں؟

سوال نمبر 5۔ جب تک خلافت ہم میں قائم رہے گی ہم اس کے کن انعامات سے مُستفیض ہوتے رہیں گے؟

حدیث نبوی ﷺ

اِطاعتِ خِلافت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ، لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهِ بَيْعَةٌ، مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً۔

حضرت ابنِ عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: جس نے اِطاعت سے ہاتھ کھینچا وہ قیامت کے دن اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور جو اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

(صحیح مسلم جلد دھم کتاب الامارۃ حدیث نمبر 3427 صفحہ 46 نور فاؤنڈیشن)

کتاب و سنت دونوں اللہ کی طرف سے ہیں اور دو جسم ایک جان کی طرح وحی الٰہی کے دو الگ الگ روپ ہیں۔ اس لیے دونوں ایک دوسرے کی تائید اور تاکید کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۖ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا۔

(سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَان: 104)

ترجمہ:۔ اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرِقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دِلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام تحریر فرماتے ہیں:۔

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریمؐ نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظِل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے اِرادہ کیا کہ رسولوں کے وُجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خِلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رِسالت سے محروم نہ رہے۔“

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

”تم اپنے آپ کو اِمام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں اِنجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ اِستِغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو... تیرہ سَو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر اِزدیادِ نعمت ہوتا ہے۔“

(خطبہ عید الفطر فرمودہ جنوری 1903ء مطبوعہ خطبات نور صفحہ 131)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

”یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اِطاعت اور فرمانبرداری کی جائے... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ مَیں مسیح موعودؑ پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے

حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حق دار نہیں ہو سکتا۔''

(الفضل 15 نومبر 1946ء صفحہ 6)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ مزید ارشاد فرماتے ہیں:۔

''تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا۔ لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی اور تمہارے مقابلہ میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی۔ جیسا کہ مشہور ہے اِسفندیار ایسا تھا کہ اس پر تیر اثر نہیں کرتا تھا۔ تمہارے لیے ایسی حالت خلافت کی وجہ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ جب تک تم اس کو پکڑے رکھو گے تو کبھی دنیا کی مخالفت تم پر اثر نہ کر سکے گی۔ بے شک افراد مریں گے۔ مشکلات آئیں گی تکالیف پہنچیں گی مگر جماعت کبھی تباہ نہ ہوگی بلکہ دن بدن بڑھے گی اور اس وقت تم میں سے کسی کا دشمنوں کے ہاتھوں مرنا ایسا ہوگا جیسا کہ مشہور ہے کہ اگر ایک دیو کٹتا ہے تو ہزاروں پیدا ہو جاتے ہیں تم میں سے اگر ایک مارا جائے گا تو اس کی بجائے ہزاروں اس کے خون کے پیاسے قطروں سے پیدا ہو جائیں گے۔''

(درس القرآن المجید مطبوعہ 1921ء صفحہ 73)(حقائق القرآن مجموعہ القرآن حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ النور زیر آیت استخلاف۔ صفحہ 73)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوست کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''جماعت میں یہ تحریک عام کرنی چاہیے کہ احبابِ جماعت اِمامِ وقت سے ذاتی تعلق پیدا کریں اپنی محبت اور وفا کا رشتہ مضبوط سے مضبوط تر کریں اور یہ یقین رکھیں کہ آج صرف وہی دعا قبول ہوگی جو خلافت کے دروازہ میں سے گزرتی ہوئی آسمانوں تک جاتی ہے یعنی آج کسی شخص کی کوئی ایسی دعا قبول نہیں ہو سکتی جو خلیفۂ وقت کے منشاء کے خِلاف ہو۔

پھر حضورؒ نے فرمایا کہ: جماعت کے بزرگوں کا بھی یہی عقیدہ اور ایمان رہا ہے۔

فرمایا: لوگ حضرت مولانا راجیکی صاحب کے پاس دعا کے لیے جایا کرتے تھے آپ سب کو نصیحت فرماتے کہ دربارِ خلافت کا دَر کھٹکھٹائیں کیونکہ میری اپنی دعائیں بھی دربارِ خلافت سے گزر کر ہی شرف باریابی حاصل کرتی ہیں۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ 27 جون 1982ء صفحہ 6)

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب رضی اللہ عنہ ''حیات قدسی'' میں اپنا یہ واقعہ تحریر فرماتے ہیں جو اس بات کا زندہ ثبوت ہے۔ ''مَیں نے قادیان میں اپنا ایک مکان بنوایا اور مکان بنوانے کے لیے بعض احباب سے قرض لیا تو مَیں پریشان تھا اور چاہتا تھا کہ یہ قرض جلد اُتر جائے۔ چنانچہ مَیں نے رمضان المبارک کے مہینہ میں خصوصیت سے قرض کی ادائیگی کی بابت دعا شروع کی۔ جب دعا کرتے آٹھواں دِن ہوا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہم کلام ہوا اور اس پیارے محبوب مولا نے مجھ سے اِن اَلفاظ میں کلام فرمایا۔ ''اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا قرضہ جلد اُتر جائے تو خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو بھی شامل کرالے۔'' اس کے بعد جلد معجزانہ رنگ میں یہ قرض اتر گیا۔''

(ماخوذ از حیات قدسی حصّہ چہارم۔ صفحہ 7,6)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:۔

''حقیقت یہ ہے کہ تجدیدِ بیعت کا مطلب ہی یہی ہے اور یہی اس کی روح اور اس کا فلسفہ ہے ورنہ جو مسلمان چلا آ رہا ہے جس کا دل بیعت شدہ ہے اس کو ظاہرًا کیا ضرورت تھی بیعت کرنے کی۔ اس کا ایک مقصد ہے اور وہ ضروری بھی ہے کیونکہ اگر یہ ضروری نہ ہوتا تو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی

بیعت کے بعد پھر کسی دوسرے خلیفہ کی بیعت کی ضرورت نہیں تھی۔ پھر اس بیعت کے بعد جو بیعتِ رضوان کے نام سے آسمان کے روشن ستاروں کی طرح چمک رہی تھی،اس بیعت کے بعد پھر ضرورت کیا تھی ابو بکرؓ یا عمرؓ یا علیؓ یا عثمانؓ کی بیعت کی۔ پس بیعت ضروری ہے اور یہ سنت ہے جس کو ہم نے بہر حال زندہ اور قائم رکھنا ہے۔اور اس لیے ضروری ہے کہ بیعت کے الفاظ سے اِس تجدید کے وقت جب کہ دل خاص درد کی حالت میں مبتلا ہوتے ہیں ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ایک نئی روح ملتی ہے۔ یہ وقت اِحیائے نو کا ہے اور اس وقت کی قدر کریں اور اس کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔''

(خطبات طاہر جلد اوّل۔ صفحہ 7،6)

اطاعتِ خلیفہ کی اہمیت اور فرضیت کے ذِکر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تاکیدی حدیث بھی ہمیشہ مد نظر رہنی چاہیے:

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رِوایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِمام ایک ڈھال ہے اور اس کے پیچھے ہو کر لڑا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ بچا جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ عزّ و جل کے تقویٰ کا حکم دے اور عدل سے کام لے تو اس کے لیے اس بات کا اجر ہے اور اگر وہ اس کے علاوہ حکم دے تو اس کا وبال اس پر ہے۔''

(صحیح مسلم جلد دھم کتاب الامارۃ حدیث نمبر 3414 صفحہ 34،35 نور فاؤنڈیشن)

''خلیفۂ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے۔ان کے ذاتی خطوط آتے ہیں جن میں ان کے ذاتی معاملات کا ذکر ہوتا ہے۔ان روزانہ کے خطوط کو ہی اگر دیکھیں تو دنیا والوں کے لیے یہ ایک ناقابلِ یقین بات ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توَجُّہ دیتی ہے۔ان کے لیے خلیفۂ وقت دعا کرتا ہے۔کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لیے دعائیں بھی کرتا ہو۔کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لیے بے چین اور ان کے لیے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔ حکومت بیشک تعلیمی ادارے بھی کھولتی ہے۔ صحت کے ادارے بھی کھولتی ہے۔ تعلیم تو مہیا کرتی ہے لیکن بچوں کی تعلیم جو اس دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی فکر صرف آج خلیفۂ وقت کو ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ان کی صحت کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے۔ رشتے کے مسائل ہیں۔ غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لیے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مَیں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے۔ مَیں نے ایک خاکہ کھینچا ہے بے شمار کاموں کا جو خلیفۂ وقت کے سپرد خدا تعالیٰ نے کیے ہیں اور انہیں اس نے کرنا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشمِ تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لیے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔''

(6 جون 2014ء خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حبل اللہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور آپؑ کے خُلَفاء کے وُجود کا استنباط کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''واضح ہو کہ اب اللہ کی رسّی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہی ہے، آپؑ کی تعلیم پر عمل کرنا ہے۔اور پھر خلافت سے چمٹے رہنا بھی تمہیں مضبوط کرتا چلا جائے گا۔ خلافت تمہاری اکائی ہو گی اور خلافت تمہاری مضبوطی ہو گی۔ خلافت تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت ﷺ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے جوڑنے والی ہو گی۔ پس اس رسّی کو بھی مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ ورنہ جو نہیں پکڑے گا وہ بکھر جائے گا۔ نہ صرف خود برباد ہو گا بلکہ اپنی نسلوں کی بربادی کے سامان بھی کر رہا ہو گا۔اس لیے ہر وہ آدمی جس کا اس کے خلاف نظریہ ہے وہ ہوش کرے۔''

(خطبہ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 26ء اگست 2005ء از خطباتِ مسرور جلد 3 صفحہ 516)

اَلفاظ و معانی

تَفرِقہ:فرق ،امتیاز۔**ظلّی**: ضمنی ، طفیلی۔**اِزدِیاد**: اِضافہ ۔ **رُوگردانی**: مُخالفت،اِنحِراف کرنا۔**منشا**: مرضی۔**شرفِ باریابی پانا**: حُضوری میں داخِل ہونا۔**وبال**: مصیبت و سختی،عذاب۔**اِستِنباط**: شرعی مسئلہ میں نتیجہ اخذ کرنا۔

سوالات:

سوال نمبر 1۔خدا تعالیٰ نے ہمارے لیے خِلافت کو کس لیے تجویز کیا؟

سوال نمبر 2۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایمان کی کیا تعریف بیان فرمائی ہے؟

سوال نمبر 3۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے تجدیدِ بیعت کو کیوں ضروری قرار دیا ہے؟

سوال نمبر 4۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے کس تحریک کو جماعت میں عام کرنے کی تجویز فرمائی؟

سوال نمبر 5۔ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کی کیا تعریف بیان فرمائی ہے؟

سوال نمبر 6۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حبل اللہ کے حوالہ سے ہمیں کیا پیاری نصیحت فرمائی ہے؟

اَلدُّعَاءُ یَرُدُّ الْبَلَاءَ۔ دعا بلا کو ٹال دیتی ہے۔

(الجامع الصغیر للسیوطی حدیث 4265 صفحہ 259)

اللہ تعالیٰ کو پانے کی دُعا

اَے میرے قادِر خدا! اَے میرے پیارے راہنما! تُو ہمیں وہ راہ دِکھا۔ جس سے تجھے پاتے ہیں اہلِ صدق و صفا۔ اور ہمیں اُن راہوں سے بچا جن کا مدّعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دُنیا کی حرص و ہَوا۔ (پیغامِ صُلح روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 1)

خلیفۂ وقت کے لیے دُعا

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَبَارِكْ لَنَا فِیْ عُمُرِہٖ وَاَمْرِہٖ۔

اَے میرے اللہ! ہمارے اِمام کی تائید و نصرت فرما رُوح القدس کے ساتھ اور برکت عطا فرما اور اُس کی عمر میں اور اُس کے تمام کاموں میں۔

فقہ کی تعریف

فقہ کے لفظی معنٰی ہیں: واقفیت، علم۔

اِسلامی اصطلاح کے مطابِق فقہ کا مطلب احکامِ شریعت کا علم یا علمِ دین ہے۔

آدابِ نَماز

کلمہ شہادت کے بعد اسلام کا دوسرا رکن **نماز** ہے۔ دن میں پنج وقتہ نَماز ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

شرائط نَماز پانچ ہیں۔

1۔ وقت

2۔ طہارت

3۔ پردہ/لباس

4۔ قبلہ رُخ

5۔ نیّت

- نَماز مقررہ وقت پر اَدا کرنی چاہیے۔
- نماز سے پہلے وُضو کرنا ضروری ہے۔
- بعض صورتوں میں غسل کرنا لازِمی ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ازدواجی تعلقات کے بعد۔
- نماز کے لیے صاف اور باحیاء لباس کا ہونا ضروری ہے۔
- عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے بال، پورا جسم، ٹخنوں تک ٹانگیں اور کہنیوں تک بازو سب ڈھانپیں۔
- جائے نماز قبلہ رخ بچھائیں۔
- نماز کی نیّت کے ساتھ کھڑے ہونا چاہیے۔

نَماز پڑھنے کا طریق

(1) رفع یدَین: نَماز کا آغاز اَللّٰہُ اَکْبَر 'اللہ سب سے بڑا ہے' کے اَلفاظ سے ہوتا ہے۔ اس تکبیر کو تکبیرِ تحریمہ کہتے ہیں۔ اس دَوران دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھائے جائیں۔ ہاتھ اتنے اُونچے اُٹھائے جائیں کہ انگوٹھے کانوں کی لَو کے برابر ہوں۔ کانوں کو ہاتھ لگانا ضروری نہیں۔ ہتھیلیاں نیم قبلہ رُخ ہوں۔ انگلیاں نہ بہت کشادہ نہ کھلی ہوئی ہوں۔ اور نہ بالکل بند اور باہم ملی ہوئی بلکہ عام طبعی حالت میں ہوں۔ عورتیں تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ کندھوں تک اُٹھائیں۔

(2) **قِیام:** تکبیر کے بعد ہاتھ سینہ کے نچلے حصّہ پر باندھے جائیں۔دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر ہو۔دائیں ہاتھ کی تین درمیانی انگلیاں بائیں کلائی پر ہوں اور انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے کلائی کو پہنچے کے قریب سے پکڑا ہو۔اس طرح کے کھڑے ہونے کو قِیام کہتے ہیں۔قِیام نماز کے وقت نظر سجدہ کی جگہ پر ہونی چاہیے۔نیّت نماز/توجیہ یعنی دعاإِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ...کے بعد ثناء پھر تَعَوُّذ پڑھ کر تَسْمِيَة سمیت سُورَةُ الْفَاتِحَة پڑھیں اور قرآن کریم کی کوئی سورۃ یا قرآن کریم کا کوئی حصّہ پڑھیں۔اس کے بعد تکبیر یعنی اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر رکوع میں چلے جائیں۔

(3) **رُکوع:** رُکوع میں اس طرح جھکیں کہ کمر اور سر برابر ایک سیدھ میں ہوں۔ہاتھ گھٹنوں پر سیدھے رکھے ہوں اور بازو پہلوؤں سے الگ ہوں۔نظر دونوں پاؤں کے درمیان ہو۔رُکوع کے دوران کم از کم تین بار رُکوع کی تَسْبِيح پڑھیں۔زیادہ پڑھنے کی صورت میں طاق تعداد کا خیال رکھا جائے مثلاً پانچ، سات، نو۔

(4) **قَوْمَة:** رُکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہونے کو قَوْمَة کہتے ہیں۔اس کے دوران تَسْمِيع کہیں۔بازو رانوں کے ساتھ لگے ہوں۔اس حالت میں تَحميد پڑھیں۔پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کریں۔

(5) **سجدہ:** سجدہ کرتے وقت پہلے گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک اور آخر میں پیشانی زمین پر رکھیں۔سجدہ سے اٹھتے وقت جسم کے مذکورہ حصّے الٹی ترتیب سے زمین سے اوپر اُٹھائیں۔ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ ہوں۔چہرہ دونوں ہاتھوں کے درمیان ہو۔کہنیاں جسم یا فرش کو نہ چھوئیں۔پیٹ رانوں کے ساتھ لگا ہو۔سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ تَسْبِيح پڑھیں۔زائد تَسْبِيح پڑھنے کی صورت میں طاق تعداد ہو۔تَسْبِيح کے بعد اپنی زبان میں دعا کی جا سکتی ہے۔سجدہ کی حالت میں قرآنی دعائیں پڑھنا منع ہے۔

(6) **جِلْسَہ:** پہلے سجدہ کے بعد تکبیر کہہ کر بیٹھنے کو جِلْسَہ کہتے ہیں۔دائیں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ ہوں اور بائیں پاؤں بچھا ہوا ہو۔ہاتھ گھٹنے پہ رکھے ہوں۔انگلیاں نہ بہت پھیلی ہوئی ہوں اور نہ جڑی ہوئی ہوں۔اس طرح بیٹھے ہوئے دعائے جِلْسَہ پڑھیں۔پھر تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ کریں اور اس میں بھی حسبِ سابق تَسْبِيح پڑھیں۔دوبارہ تکبیر کہہ کر اُٹھتے ہوئے قیام کی حالت میں داخل ہونے پر پہلی رکعت مکمل ہو جاتی ہے۔

(7) **دوسری رکعت:** دوسری رکعت میں پہلی رکعت کی طرح قِيام، رُکوع، قَوْمَة، سجدہ کے بعد قَعْدَہ کی حالت میں بیٹھیں جو کہ جِلْسَہ کی طرح بیٹھنے کی حالت ہے۔پھر تَشَهُّد پڑھیں۔تَشَهُّد پڑھتے ہوئے 'لَآ إِلٰهَ' کے مُقام پر شہادت کی اُنگلی اُٹھائیں۔انگلی اٹھاتے وقت انگوٹھا اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنائیں اور چھنگلی اور اس کے ساتھ کی انگلی کو بھی موڑیں جیسے گرہ بنائی جاتی ہے۔'إِلَّا اللّٰهُ' کہتے وقت انگلی نیچے کر دیں۔اگر نماز صرف دو رکعت پر مشتمل ہو تو تَشَهُّد کے بعد درود شریف اور حسبِ منشا مسنون دعائیں پڑھ کر پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف منہ پھیرتے ہوئے تسلیم یعنی اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہیں۔

آخری قَعْدَہ: اگر نماز تین یا چار رکعات پر مشتمل ہو تو تَشَهُّد کے بعد تکبیر کہہ کر قِیام کی حالت میں کھڑے ہوں۔جتنی رکعات کی نماز ہو مذکورہ بالا طریق کے مطابق اتنی رکعات مکمل کی جائیں۔آخری رکعت میں دوبارہ قَعْدَہ کی حالت میں بیٹھیں۔تَشَهُّد اور درود شریف کے بعد تسلیم کہنے پر نماز ختم ہو جاتی ہے۔

زکوۃ

لفظ زکوٰۃ کا مطلب ہے کسی چیز کو پاک کرنا، امارت پانا اور خوشی پھیلانا۔ اگر ایک مومن اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا کی خاطر اپنے مال کا ایک حصّہ زکوٰۃ کی صورت میں ادا کرتا ہے تو وہ اپنے وجود کو حرص سے پاک کرتا ہے۔ ضرورت مند کو دینے سے مال پاک ہوتا ہے اور دینے والا خدا کی نعمتوں کا وارث بنتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی ہدایت کے مطابق ہر اس مسلمان پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہے جو 7.5 تولہ سے زیادہ سونے (1 تولہ = 11.664 گرام) یا 52.5 تولے سے زیادہ چاندی کا مالک ہو اور وہ اس کو ایک سال تک استعمال نہ کرے۔

پیسہ ہونے کی صورت میں زکوٰۃ کی رقم سونے کی قیمت کی بنیاد پر مقرر کی جاتی ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی سال میں ایک مرتبہ کی جاتی ہے جب تک اثاثے ملکیت میں ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہدایت فرمائی ہے کہ جو زیور پہنا جائے اس پر زکوٰۃ واجِب نہیں ہے۔ جو زیور نہ پہنا جائے اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہے۔

(ماخوذ از فقہ احمدیہ حصّہ عبادات ایڈیشن مئی 2004ء نظارت نشر و اشاعت ربوہ)

سوالات:

سوال نمبر 1۔ شرائطِ نماز کتنی ہیں اور کون سی ہیں؟

سوال نمبر 2۔ جِلْسَہ کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر 3۔ زکوٰۃ کا کیا مطلب ہے اور اس کی ادائیگی کب کی جاتی ہے؟

سوال نمبر 4۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایک مسلمان پر کتنی زکوٰۃ واجِب ہے؟

تبلیغی ورکشاپ

خلافتِ احمدیہ، حقیقی اَمْن کی ضامِن

مؤرخہ 18 دسمبر 2021ء کو حضرت امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فن لینڈ کے واقفینِ نو اور واقفاتِ نو کی (آن لائن) ملاقات کے دوران ایک بچی نے عرض کیا:

سوال:۔ حضور! دورانِ تبلیغ جب ہم دوستوں کو کہتی ہیں کہ اسلام ایک پُر اَمن مذہب ہے تو وہ ہمیں کہتی ہیں کہ اگر یہ درست ہے تو یہ باتیں ہمیں بتانے کی بجائے مسلمان ملکوں میں جا کر بتاؤ ہم تو پہلے سے ہی پر امن رہنے والے لوگ ہیں۔ حضور اس بارہ میں ہماری راہنمائی فرما دیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِرشاد فرمایا:

''بات تو وہ ٹھیک کہتی ہیں۔ ان سے کہو تمہاری بات بالکل ٹھیک ہے اور ہمیں یہی کرنا چاہیے لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم جب امن کی بات کرنے والے ہیں ہم احمدی ہیں اور ہم نے اس شخص کو ماناہے جس نے امن پھیلانے کے لیے آنا تھا آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اور ہماری مخالفت یہ لوگ کرتے ہیں اس لیے ہماری جہاں تک کوشش ہوتی ہے ہم ان کو بھی بتاتے ہیں لیکن ہم تمہارے سے بات تو صرف اس لیے کر رہے ہیں کہ تمہیں یہ بتائیں اگر تمہارے دماغ میں کوئی شکوک ہیں اسلام کے بارہ میں کہ اسلام پر امن مذہب نہیں ہے تو وہ دُور ہو جائے تمہیں ہم قائل کرنے کے لیے نہیں بتا رہے کہ تم اسلام لے آؤ۔ اسلام لانا مذہب بدلنا ہر ایک کا اپنے دل کا معاملہ ہے۔ آپ لوگوں کے اچھے اخلاق ہوں گے تو وہ لوگ خود ہی آپ لوگوں کے قریب آئیں گے۔ ہاں ان کو کہیں ہم تو صرف تمہیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ تمہارے دل میں کیونکہ شکوک ہیں اسلام کے بارہ میں تم لوگ سمجھتے ہو کہ اسلام بڑا بُرا مذہب ہے اور شدّت پسند مذہب ہے اور ظلم کرنے والا مذہب ہے تو اس لیے ہم بات کر رہے ہیں کہ اسلام کی اصل تعلیم یہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا کوئی مقصد نہیں کہ تمہیں ہم ضرور کہیں کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ نہ اس طرح مسلمان ہونے کے لیے کہنا چاہیے کسی کو۔ جب آپ مستقل باتیں کریں گی اور آپ کے عمل وہ دیکھیں گی آپ کے قریب آئیں گی آپ کی دوست بنیں گی تو خود ہی جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے پھیرنا ہو گا اسلام اور احمدیت کی طرف وہ اللہ تعالیٰ خود ہی پھیر دے گا۔''

(1)https://www.alfazl.com/2022/01/07/39497/

گروپس کی تشکیل:

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا اقتباس میں بیان فرمودہ ارشادات پر غور کرنے کے لیے ممبرات کے چار گروپس ترتیب دے کر ہر گروپ میں گروپ لیڈر مقرر کریں جو مضمون کی مناسبت سے گروپ میں بیان کیے جانے والے نکات نوٹ کریں اور بعد میں کلاس کے سامنے بیان کریں۔

گروپ نمبر 1:

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا اِرشاد میں بیان فرمودہ تمام نکات کے علاوہ مزید دلائل پر غور کرتے ہوئے اس مضمون کو واضح کریں کہ:

''خلافتِ احمدیہ ہی حقیقی اَمن کی ضامن ہے۔''

گروپ نمبر 2:

حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِرشاد فرمایا:

"...ہم احمدی ہیں اور ہم نے اس شخص کو مانا ہے جس نے امن پھیلانے کے لیے آنا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق..."

حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اِس اِرشاد میں کون سی ہستی کے بارہ میں ارشاد فرما رہے ہیں۔ جس نے "**...امن پھیلانے کے لئے آنا ہے، آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق...**" نیز اس ہستی کو اللہ تعالیٰ نے جو عظیم ذِمّہ داریاں عطا فرمائی، اس بارہ میں مختصراً بیان کریں۔

گروپ نمبر 3:

حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِرشاد فرمایا: "**آپ لوگوں کے اچھے اَخلاق ہوں گے تو وہ لوگ خود ہی آپ لوگوں کے قریب آئیں گے۔**"

نیز فرمایا: "آپ مستقل کی باتیں کریں گی اور آپ کے عمل وہ دیکھیں گی آپ کے قریب آئیں گی آپ کی دوست بنیں گی تو خود ہی جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے پھیرنا ہو گا اسلام اور احمدیت کی طرف وہ اللہ تعالیٰ خود ہی پھیر دے گا۔"

ہم عملاً کون سی تدابیر اختیار کر سکتی ہیں، جو خاموش تبلیغ کا باعث بنتے ہوئے ہمارے گرد و نواح میں اسلام کی خوبصورت تعلیمات متعارف کروانے کا باعث بنیں؟ چند اخلاق بطورِ مثال بیان کریں، جن کو اختیار کرنے سے حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادِ مبارک کے مطابق ہم لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے، یعنی اپنے اعلیٰ اخلاق کے ذریعہ خاموش تبلیغ کا ذریعہ بن سکتی ہیں! کون سی اخلاقی خوبیاں اس راہ میں مؤثر ثابت ہو سکتی ہیں؟

گروپ نمبر 4:

حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِرشاد فرمایا: "**اسلام لانا، مذہب بدلنا ہر ایک کا اپنے دل کا معاملہ ہے۔**"

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد میں سے نکات بیان کریں نیز مزید غور کریں کہ تبلیغ کا طریقہ کار وضابطہ اسلام نے کیا بتلایا ہے؟

تاریخ اسلام

اسلام میں اختلافات کا آغاز

اسلامی تاریخ میں سب سے اہم وہ زمانہ ہے جس میں رَسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خُدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت دُنیا میں اسلام کا اعلان کیا اور 23 سالہ محنت شاقہ سے لاکھوں آدمیوں کے دِلوں میں اس کا نقش ثبت کیا اور ہزاروں آدمیوں کی ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جس کا فکر، قول اور فعل اسلام ہی ہو گیا مگر چونکہ اسلام میں تَفرِقہ کی بنیاد رَسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پندرہ سال بعد پڑی ہے۔ اور اس وقت کے بعد مسلمانوں میں شِقاق کا شِگاف وسیع ہی ہوتا چلا گیا ہے اور اسی زمانہ کی تاریخ نہایت تاریک پردوں میں چھپی ہوئی ہے اور اسلام کے دشمنوں کے نزدیک اسلام پر ایک بد نما دھبہ ہے... اور بہت کم ہیں جنھوں نے اس زمانہ کی تاریخ کی دَلدل سے صحیح وسلامت پار نکلنا چاہا ہو اور وہ اپنے مُدّعا میں کامیاب ہو سکے ہوں۔

(اسلام میں اختلافات کا آغاز صفحہ 2 سن اشاعت مارچ 2012ء)

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ... یہ دونوں بزرگ اسلام کے اوّلین فدائیوں میں سے ہیں اور ان کے ساتھی بھی اسلام کے بہترین ثمرات میں سے ہیں۔ ان کی دیانت اور ان کے تقویٰ پر الزام کا آنا در حقیقت اسلام کی طرف عار کا منسوب ہونا ہے... ان بزرگوں اور ان کے دوستوں کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ اسلام کے دُشمنوں کی کارروائی ہے... اسلام کے دُشمنوں نے یا تو بعض دُشمنوں کی رِوایات کو تاریخِ اسلام سے چُن کر یا صحیح واقعات سے غلط نتائج اَخذ کر کے ایسی تاریخیں بنا دیں کہ جن سے صحابہ رضی اللہ عنھم اور اُن کے ذریعہ سے اسلام پر حرف آوے... یہ خیال کہ اسلام میں فتنوں کے مُوجِب بعض بڑے بڑے صحابہؓ ہی تھے بالکل غلط ہے۔ ان لوگوں کے حالات پر مجموعی نظر ڈالتے ہوئے یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اپنے ذاتی اَغراض یا مفاد کی خاطر انہوں نے اسلام کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی۔

(اسلام میں اختلافات کا آغاز صفحہ 4،5 سن اشاعت مارچ 2012ء)

یہ بات تمام تعلیم یافتہ مسلمانوں پر روشن ہو گی کہ مسلمانوں میں اِختِلاف کے آثار نمایاں طور پر خلیفہ ثالثؓ کے عہد میں ظاہر ہوئے تھے۔ ان سے پہلے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد میں اختلاف نے کبھی سنجیدہ صورت اختیار نہیں کی... اسی وجہ سے عموماً لوگ اس اختلاف کو خلیفہ ثالثؓ کی کمزوری کا نتیجہ قرار دیتے ہیں حالانکہ... واقعہ یوں نہیں ہے... حضرت عمرؓ کے بعد تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر مسندِ خلافت پر بیٹھنے کے لیے حضرت عثمانؓ پر پڑی اور آپؓ اکابر صحابہؓ کے مشورہ سے اس کام کے لیے منتخب کیے گئے... آنحضرت ﷺ کی نظر میں آپؓ کو خاص قدر و منزلت حاصل تھی۔ آپؓ اہلِ مکّہ کی نظر میں نہایت ممتاز حیثیت رکھتے اور اُس وقت ملک عرب کے حالات کے مطابِق مالدار آدمی تھے... غرض آپؓ کوئی معمولی آدمی نہ تھے۔ نہایت اعلیٰ دَرجہ کے اَخلاق آپؓ میں پائے جاتے تھے... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ پر نہایت خوش تھے... آپؓ کے مسندِ خلافت پر مُتمکّن ہونے سے چھ سال تک حکومت میں کسی قسم کا کوئی فتنہ نہیں اُٹھا بلکہ لوگ آپ سے بالعموم بہت خوش تھے۔ اس کے بعد یک دم ایک ایسا فتنہ پیدا ہوا جو بڑھتے بڑھتے اس قدر ترقّی کر گیا کہ کسی کے روکے نہ رُک سکا اور انجام کار اسلام کے لیے سخت مُضِر ثابت ہوا...

اب سوال یہ ہے کہ یہ فتنہ کہاں سے پیدا ہوا؟ اس کا باعث بعض لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو قرار دیا ہے اور بعض نے حضرت علیؓ کو۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے بعض بدعتیں شروع کر دی تھیں جن سے مسلمانوں میں جوش پیدا ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے خلافت کے لیے خفیہ کوشش شروع کر دی تھی اور حضرت عثمانؓ کے خلاف مخالِفت پیدا کر کے انہیں قتل کرا دیا تاکہ خود خلیفہ بن جائیں لیکن یہ دونوں باتیں غلط ہیں نہ حضرت عثمانؓ نے کوئی بِدعت جاری کی اور نہ حضرت علیؓ نے خود خلیفہ بننے کے لیے اُنہیں قتل کرایا یا ان کے قتل کے منصوبہ میں شریک ہوئے بلکہ اس فتنہ کی اور ہی وجوہات تھیں۔

(اسلام میں اختلافات کا آغاز صفحہ 7،9 تا 10 سن اشاعت مارچ 2012ء)

اوّل:۔ صحابہ کی عزّت اُن کے مرتبہ اور ان کی ترقّی اور حکومت کو دیکھ کر نو مسلموں میں سے بعض لوگ جو کامل الایمان نہ تھے حسد کرنے لگے…پس یہ لوگ اندر ہی اندر جلتے رہتے تھے اور کسی ایسے تغیّر کے منتظر تھے جس سے یہ انتظام دَرْہم بَرہم ہو کر حکومت ان لوگوں کے ہاتھوں میں آجائے اور یہ بھی اپنے جوہرِ لیاقت دِکھاویں اور دُنیاوی وجاہت اور اَموال حاصِل کریں…

دُوم:۔ دینی سلسلوں کو اختیارات خُداتعالیٰ کی طرف سے ملتے ہیں۔ اور اس کی زمامِ انتظام جن لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے ان کا فرض ہوتا ہے کہ اُمورِ دینیہ میں وہ لوگوں کو راستہ سے ادھر اُدھر نہ ہونے دیں…پس وہ جو کچھ کرتے تھے اپنی خواہش سے نہیں کرتے تھے بلکہ خُداتعالیٰ کے حکم کے ماتحت اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق کرتے تھے اور ان پر حسد کرنا یا بد گمانی کرنا ایک خطرناک غلطی تھی…

تیسرا سبب…یہ ہے کہ اسلام کی نورانی شعاعوں کے اثر سے بہت سے لوگوں نے اپنی زندگیوں میں ایک تغیرِ عظیم پیدا کر دیا تھا مگر اس اثر سے وہ کمی کسی طرح پوری نہیں ہو سکتی تھی جو ہمیشہ دینی و دنیاوی تعلیم کے حُصول کے لیے کسی معلّم کا انسان کو محتاج بناتی ہے…اس قدر تعداد نو مسلموں کی بڑھ گئی کہ ان کی تعلیم کا کوئی ایسا انتظام نہ ہو سکا جو طمانیت بخش ہوتا… جن لوگوں کو تربیتِ رُوحانی حاصِل کرنے کا موقع نہ ملا تھا ان کو احکامِ اسلام کی بجا آوری بار معلوم ہونے لگی اور نئے جوش کے ٹھنڈا ہوتے ہی پرانی عادات نے پھر زور کرنا شروع کیا…

چوتھا سبب…اس فتنہ کا یہ تھا کہ اسلام کی ترقّی ایسے غیر معمولی طور پر ہوئی ہے کہ اس کے دُشمن اس کا اندازہ شروع میں کر ہی نہ سکے۔ مکّہ والے بھی اپنی طاقت کے گھمنڈ میں اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ضُعف کے خیال میں ہی بیٹھے تھے کہ مکّہ فتح ہو گیا اور اسلام جزیرہ عرب میں پھیل گیا۔

(اسلام میں اختلافات کا آغاز صفحہ 11 تا 18 سن اشاعت مارچ 2012ء)

یہ فتنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت میں کیوں اُٹھا؟

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگ کثرت سے اسلام میں داخل ہوئے۔ ان نَو مسلموں میں اکثر حصّہ وہی تھا جو عربی زبان سے ناواقف تھا اور اس وجہ سے دین اسلام کا سیکھنا اس کے لیے ویسا آسان نہ تھا جیسا کہ عربوں کے لیے اور جو لوگ عربی جانتے بھی تھے وہ ایرانیوں اور شامیوں سے میل مِلاپ کی وجہ سے صدیوں سے ان گندے خیالات کا شِکار رہے تھے جو اُس وقت کے تمدّن کا لازمی نتیجہ تھے … غرض یہ فتنہ حضرت عثمانؓ کے کسی عمل کا نتیجہ نہ تھا… حضرت عثمانؓ کی شروع خلافت میں چھ سال تک ہمیں کوئی فساد نظر نہیں آتا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگ عام طور پر آپؓ سے خوش تھے… لیکن چھ سال کے بعد ساتویں سال ہمیں ایک تحریک نظر آتی ہے اور وہ تحریک حضرت عثمانؓ کے خلاف نہیں بلکہ یا تو صحابہؓ کے خلاف ہے یا بعض گورنروں کے خلاف …لوگوں کے حقوق کا حضرت عثمانؓ پورا خیال رکھتے تھے مگر وہ لوگ جن کو اسلام میں سبقت اور قدامت حاصل نہ تھی وہ سابقین اور قدیم مسلمانوں کے برابر نہ تو مجالس میں عزّت پاتے اور نہ حکومت میں اُن کو اُن کے برابر حصّہ ملتا اور نہ مال میں ان کے برابر ان کا حق ہوتا تھا۔ اس پر کچھ مدّت کے بعد بعض لوگ اس تفضیل پر گرفت کرنے لگے اور اُسے ظلم قرار دینے لگے… بلکہ انہوں نے یہ طریق اختیار کیا ہوا تھا کہ خفیہ خفیہ صحابہؓ کے خِلاف لوگوں میں جوش پھیلاتے تھے… ہوتے ہوتے یہ گروہ تعداد میں زیادہ ہونے لگا اور اس کی ایک بڑی تعداد ہو گئی… اور آخر اتحادِ اسلامی میں ایک بہت بڑا رخنہ پیدا کرنے کا مُوجِب ثابت ہوئے۔ ان لوگوں کا مرکز تو کوفہ میں تھا…

چنانچہ کوفہ کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں نوجوانوں کی ایک جماعت ڈاکہ زنی کے لیے بن گئی تھی…اس ڈاکہ میں بعض ذی مَقْدِرت اور صاحبِ ثروت لوگوں کی اولاد بھی شامل تھی جو اپنے اپنے حلقہ میں بارُسوخ تھے۔ پس یہ واردات معمولی واردات نہ تھی بلکہ کسی عظیم الشّان اِنقلاب کی طرف اِشارہ کرتی تھی… انہی دنوں ایک اور فتنہ نے سَر نکالنا شروع کیا۔ عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا جو اپنی ماں کی وجہ سے ابن السوداء کہلاتا تھا۔ یمن کا رہنے والا اور نہایت بد باطن انسان تھا۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی ترقّی کو دیکھ کر اس غرض سے مسلمان ہوا کہ کسی طرح مسلمانوں میں فتنہ ڈلوائے… حضرت عثمانؓ کی

خلافت کے پہلے نصف میں مسلمان ہوا اور تمام بلادِ اسلامیہ کا دَورہ اس غرض سے کیا کہ ہر ایک جگہ کے حالات سے خود واقفیت پیدا کرے... سیاسی مرکز اس وقت دارُالخِلافہ کے سِوا بصرہ، کوفہ، دمشق اور فسطاط تھے۔ پہلے ان مُقامات کا اس نے دورہ کیا اور یہ روّیہ اختیار کیا کہ ایسے لوگوں کی تلاش کر کے جو سزا یافتہ تھے اور اس وجہ سے حکومت سے ناخوش تھے اُن سے ملتا اور انہی کے ہاں ٹھہرتا... یہ آدمی ہوشیار تھا صاف صاف بات نہ کرتا بلکہ اِشارہ کِنایہ سے اُن کو فتنہ کی طرف بُلاتا تھا... جس سے ان لوگوں کے دِلوں میں اس کی عظمت پیدا ہو گئی اور وہ اُس کی باتیں قبول کرنے لگے... عبداللہ بِن عامر (والیٔ بصرہ) کو چونکہ اصل حالات پر آگاہی ہو چکی تھی... کہا... تم میرے علاقہ سے نکل جاؤ۔ وہ بصرہ سے نکل کر کوفہ کی طرف چلا گیا مگر فساد بغاوت اور اسلام سے بیگانگی کا بیج ڈال گیا جو بعد میں بڑھ کر ایک بہت بڑا درخت ہو گیا... ابن السوداء شام سے نکل کر مصر پہنچا اور یہی مُقام تھا جسے اس نے اپنے کام کا مرکز بنانے کے لیے چُنا تھا... اور اُسے فساد کا مرکز بنا دیا اور بہت جلد ایک جماعت اس کے اِرد گرد جمع ہو گئی۔ اب سب بِلاد میں شرارت کے مرکز قائم ہو گئے... تین مرکز تھے جہاں اس فتنہ کا مواد تیار ہو رہا تھا بصرہ، کوفہ اور مصر... مصر جو اصل مرکز تھا وہاں تو اور بھی زیادہ فساد برپا تھا۔ عبداللہ بن سبا نے وہاں صرف سیاسی شورِش ہی برپا نہ کر رکھی تھی بلکہ لوگوں کا مذہب بھی خراب کر رہا تھا... ایسی حالت میں تین سال گزر گئے اور یہ مفسد گروہ برابر خفیہ کارروائیاں کرتا رہا اور اپنی جماعت بڑھاتا گیا۔

(اسلام میں اختلافات کا آغاز صفحہ 20 تا 39 سن اشاعت مارچ 2012ء)

چوتھے سال میں اس فتنہ نے کسی قدر ہیبت ناک صورت اختیار کر لی اور اس کے بانیوں نے مناسِب سمجھا کہ اب علی الاعلان اپنے خیالات کا اظہار کیا جاوے اور حکومت کے رُعب کو مٹایا جاوے چنانچہ اس امر میں بھی کوفہ ہی نے اِبتدا کی... ان مفسِدوں کی اصل غرض تو پوری ہو چکی تھی یعنی نظمِ اسلامی میں فساد پیدا کرنا۔ اب انہوں نے گھروں میں بیٹھ کر علی الاعلان حضرت عثمانؓ اور سعید بن العاص (والی کوفہ) کی برائیاں بیان کرنی شروع کر دیں۔ لوگوں کو ان کا یہ روّیہ بہت بُرا معلوم ہوا اور... تمام شرفاء نے حضرت عثمانؓ کو واقعات سے اِطلاع دی۔ اور آپ نے سعید کو حکم دیا کہ اگر رؤسائے کوفہ اس امر پر متفق ہوں تو ان لوگوں کو شام کی طرف جَلاوطن کر دوں۔ اور امیر معاویہؓ کے پاس بھیج دو... یہ لوگ جو جلاوطن کیے گئے اور جن کو ابنِ سبا کی مجلس کا رُکن کہنا چاہیے، تعداد میں دس کے قریب تھے۔

(اسلام میں اختلافات کا آغاز صفحہ 40 تا 42 سن اشاعت مارچ 2012ء)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تحقیقی وفد بھجوانا:۔

جب یہ شورِش حد سے بڑھنے لگی اور صحابہؓ کرام کو بھی ایسے خطوط ملنے لگے جن میں گورنروں کی شکایات درج ہوتی تھیں تو اُنہوں نے مل کر حضرت عثمانؓ سے عرض کیا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جو رپورٹیں مجھے آتی ہیں وہ تو خیر وعافیت ہی ظاہر کرتی ہیں۔ صحابہؓ نے جواب دیا کہ ہمارے پاس اِس اِس مضمون کے خطوط باہر سے آتے ہیں اس کی تحقیق ہونی چاہیے... اور ان کے مشورہ کے مطابق اُسامہ بن زید کو بصرہ کی طرف محمد بن مسلم کو کوفہ کی طرف عبداللہ بن عمر کو شام کی طرف عمار بن یاسر کو مصر کی طرف بھیجا کہ وہاں کے حالات کی تحقیق کر کے رپورٹ کریں... یہ لوگ گئے اور تحقیق کے بعد واپس آ کر ان سب نے رپورٹ کی کہ سب جگہ اَمن ہے... حق یہی ہے کہ یہ سب شورِش ایک خفیہ منصوبہ کا نتیجہ تھی جس کے اصل بانی یہودی تھے... حضرت عثمانؓ نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ اپنے عُمّال کو ان الزامات کے جواب دینے کے لیے جو اُن پر لگائے جاتے تھے خاص طور پر طلب کیا... اس پر مختلف مشورے آپ کو دیئے گئے جن سب کا ماحَصل یہی تھا کہ آپ سختی کے موقع پر سختی سے کام لیں اور ان فسادیوں کو اس قدر ڈھیل نہ دیں۔ اس سے اُن میں اور دلیری پیدا ہوتی ہے... یزید بن قیس نامی ایک شخص نے مسجد کوفہ میں جلسہ کیا اور اعلان کیا کہ اب حضرت عثمانؓ کو خلافت سے علیحدہ کر دینا چاہیے... ان لوگوں کی اصل مخالفت حضرت عثمانؓ سے تھی نہ کہ ان کے عمّال سے... حکومتِ اسلام کی بربادی اُن کا اصل مقصد تھا اور یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا جب تک حضرت عثمانؓ کو درمیان سے نہ ہٹایا جاوے۔

(اسلام میں اختلافات کا آغاز صفحہ 48 تا 65 سن اشاعت مارچ 2012ء)

حضرت عثمانؓ کا مفسدوں پر رحم کرنا:۔

اصل میں ان لوگوں کے پاس کوئی معقول وجہ فساد کی نہ تھی...ان کی تمام کارروائیوں کا دارومدار جھوٹ اور باطل پر تھا اور صرف حضرت عثمانؓ کا رحم ان کو بچائے ہوئے تھا... مگر بجائے اس کے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے جفاؤں پر پشیمان ہوتے، اپنی غلطیوں پر نادِم ہوتے، اپنی شرارتوں سے رجوع کرتے، یہ لوگ غیظ و غضب کی آگ میں اور بھی زیادہ جلنے لگے اور اپنے لاجواب ہونے کو اپنی ذِلّت اور حضرت عثمانؓ کے عفو کو اپنی حسنِ تدبیر کا نتیجہ سمجھتے ہوئے آئندہ کے لیے اپنی بقیہ تجویز کے پورا کرنے کی تدابیر سوچتے ہوئے واپس لوٹ گئے۔

(اسلام میں اختلافات کا آغاز صفحہ 69 تا 70 سن اشاعت مارچ 2012ء)

حضرت عثمانؓ کو خلافت سے دَست برداری کے لیے مجبور کیا جانا:۔

بیس دن تک یہ لوگ صرف زبانی طور پر کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح حضرت عثمانؓ خلافت سے دَست بردار ہو جائیں۔ مگر حضرت عثمانؓ نے اِس امر سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ جو قمیض مجھے خدا تعالیٰ نے پہنائی ہے مَیں اُسے اُتار نہیں سکتا۔

(اسلام میں اختلافات کا آغاز صفحہ 97 تا 98 سن اشاعت مارچ 2012ء)

حضرت عثمانؓ کی شہادت:۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے دن کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ سترہ یا اٹھارہ ذوالحجہ 35 ہجری کو جمعہ کے دن شہید کیے گئے... حضرت عثمانؓ کا واقعہ ٔشہادت حضرت عمرؓ کے واقعہ ٔشہادت کے گیارہ سال، گیارہ ماہ اور بائیس دن کے بعد ہوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پچیس سال بعد ہوا۔

(خطبہ جمعہ 12 مارچ 2021ء)

واقعات متذکرہ کا خلاصہ اور نتائج:۔

یہ وہ صحیح واقعات ہیں جو حضرت عثمانؓ کے آخری ایّامِ خلافت میں ہوئے۔ ان کے معلوم کرنے کے بعد کوئی شخص یہ گمان بھی نہیں کر سکتا کہ حضرت عثمانؓ یا صحابہؓ کا ان فسادات میں کچھ دخل تھا۔ حضرت عثمانؓ نے جس محبت اور جس اخلاص اور جس بردباری سے اپنی خلافت کے آخری چھ سال میں کام لیا ہے وہ انہی کا حصّہ ہے...اِسی طرح ان واقعات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ صحابہؓ کو حضرت عثمانؓ کی خلافت پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ وہ آخری دم تک وفاداری سے کام لیتے رہے... یہ بھی ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ ان فسادات میں حضرت عثمانؓ کے انتخابِ والیان کا بھی کچھ دخل نہ تھا اور نہ والیوں کے مظالِم اس کا باعث تھے کیونکہ ان کا کوئی ظلم ثابت نہیں ہوتا حضرت علیؓ اور طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ پر خفیہ ریشہ دوانیوں کا بھی اِلزام بالکل غلط ہے۔ ان تینوں اصحاب نے اس وفاداری اور اس ہمدردی سے اس فتنہ کے دُور کرنے میں سعی کی ہے کہ سگے بھائی بھی اس سے زیادہ تو کیا اس کے برابر بھی نہیں کر سکتے۔ اَنصار پر جو اِلزام لگایا جاتا ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ سے ناراض تھے وہ غلط ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اَنصار کے سب سردار اس فتنہ کے دُور کرنے میں کوشاں رہے ہیں۔ فساد کا اصل باعث یہی تھا کہ دشمنانِ اسلام نے ظاہری تدابیر سے اسلام کو تباہ نہ ہوتے دیکھ کر خفیہ ریشہ دوانیوں کی طرف توَجُّہ کی اور بعض اکابر صحابہؓ کی آڑلے کر خفیہ خفیہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنا چاہا۔ جن ذرائع سے اُنہوں نے کام لیا وہ اب لوگوں پر روشن ہو چکے ہیں۔ سزا یافتہ مجرموں کو اپنے ساتھ ملایا اور لٹیروں کو تحریص دِلائی۔ جھوٹی مساوات کے خیالات پیدا کر کے انتظامِ حکومت کو کھوکھلا کیا۔ مذہب کے پردہ میں لوگوں کے ایمان کو کمزور کیا... جھوٹ سے جعل سازی سے اور فریب سے کام لے کر ایسے حالات پیدا کر دیئے جن کا مقابلہ کرنا حضرت عثمان اور دیگر صحابہ کے لیے مشکل ہو گیا۔

(تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرمودہ 26 فروری 1919ء۔ اسلام میں اختلافات کا آغاز صفحہ 124 تا 125 سن اشاعت مارچ 2012ء)

اَلفاظ و معانی

محنت شاقّہ: سخت محنت۔ **نَقش ثبت کرنا**: گہرا اَثر ڈالنا۔ **شِقاق**: اِختِلاف، گروہ بندی۔ **شِگاف**: دراڑ۔ **مُدّعا**: مقصد، خواہش۔ **عار**: شرم، بدنامی۔ **مُوجِب**: باعث، وجہ۔ **مَسْنَد**: گدّی۔ **اَکابِر**: معزز۔ **مُتمَکّن**: قائم، بیٹھنے والا۔ **مُضِر**: نقصان دہ۔ **تغیُّر**: تبدیلی، بدلنا۔ **دَرْہم بَرْہم**: اُلٹ پُلٹ، مُنتشِر۔ **جوہر**: ہنر، کمال۔ **لِیاقت**: قابلیت، صلاحیت۔ **وجاہت**: رُعب، دبدبہ، عہدہ۔ **زَمامِ اِنتِظام**: انتظام کی باگ ڈور/اختیار/ذمّہ داری۔ **طمانیت**: اطمینان، تسلی۔ **بار**: بوجھ، وزن۔ **ضُعف**: کمزوری۔ **میل مِلاپ**: میل جول، تعلقات۔ **تمدُّن**: طرزِ معاشرت، رہنے سہنے کے خاص طریقے۔ **سَبقَت**: پیش قدمی، آگے نِکل جانا۔ **قَدامت**: جِدَّت کی ضِد، حال کے تجربے۔ **فَضِیل**: فوقیت، ترجیح۔ **گرفُت**: مؤاخذہ، پکڑ۔ **رخنہ**: رکاوٹ۔ **ذِی مَقْدِرَت**: صاحبِ حیثیت۔ **صاحبِ ثروت**: خوش حال، مالدار۔ **با رُسوخ**: اَثر رکھنے والا۔ **اِنقلاب**: کایا پلٹ، تبدیلی۔ **بِلاد**: شہر۔ **اِشارہ کِنایہ**: جو بات اِشارہ میں/کھل کرنہ کی جائے۔ **شورِش**: جوش، ہنگامہ۔ **برپا کرنا**: قائم/کھڑا کرنا۔ **جَلاوَطن**: وطن سے نکالا ہوا۔ **عُمّال**: انتظامی اُمور سنبھالنے والے، حاکم۔ **دار و مدار**: انحصار، قیام۔ **دَست بردار ہونا**: ہاتھ اُٹھانا، الگ ہونا۔ **مُتذکِّرہ**: جس کا ذِکر کیا گیا ہو۔ **ریشہ دوانی**: ایسی سازِش یا کارروائی جو فساد یا شرارت کے لیے ہو۔ **سعی**: کوشِش۔ **کوشاں**: سعی/کوشِش کرنے والا۔ **آڑ لینا**: سہارا/پناہ لینا۔ **تحریص**: لالچ۔

سوالات:

سوال نمبر 1۔ حضرت عثمانؓ کے مسندِ خلافت پر مُتمکّن ہونے کے کتنے سال بعد فتنہ کا آغاز ہوا؟

سوال نمبر 2۔ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں فتنوں کی کتنی وجوہات بیان ہوئی ہیں؟

سوال نمبر 3۔ وہ لوگ جن کو اسلام میں سبقت اور قدامت حاصل نہ تھی انہوں نے مسلمانوں کی کس فوقیت کو ظلم قرار دیا؟

سوال نمبر 4۔ عبداللہ بن سبا کون تھا اور کہاں کا رہنے والا تھا؟ اس نے مسلمانوں کے خلاف کیا رویہ اختیار کیا؟

سوال نمبر 5۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تحقیقی وفد میں کتنے افراد کو اور کہاں کہاں بھیجا؟

سوال نمبر 6۔ کس شخص نے مسجد کوفہ میں جلسہ کیا اور اعلان کیا کہ اب حضرت عثمانؓ کو خلافت سے علیحدہ کر دینا چاہیے؟

سوال نمبر 7۔ حضرت عثمانؓ کا مفسدوں پر رحم کرنے کا ان مفسدوں پر الٹا کیا اثر ہوا؟

سوال نمبر 8۔ حضرت عثمانؓ کو کب شہید کیا گیا؟

خلافتِ احمدیہ کے خلاف اُٹھنے والے فتنے اور اُن کا انجام

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

وَاِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۹﴾ فَاِذَا سَوَّیۡتُہٗ وَنَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَہٗ سٰجِدِیۡنَ ﴿۳۰﴾ فَسَجَدَ
الۡمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّہُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ ﴿۳۱﴾ اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ اَبٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِیۡنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ یٰۤاِبۡلِیۡسُ مَا لَکَ اَلَّا تَکُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِیۡنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لَمۡ اَکُنۡ لِّاَسۡجُدَ
لِبَشَرٍ خَلَقۡتَہٗ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۳۴﴾ قَالَ فَاخۡرُجۡ مِنۡہَا فَاِنَّکَ رَجِیۡمٌ ﴿۳۵﴾ وَّاِنَّ عَلَیۡکَ اللَّعۡنَۃَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۳۶﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی
یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ ﴿۳۸﴾ اِلٰی یَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغۡوَیۡتَنِیۡ لَاُزَیِّنَنَّ لَہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَلَاُغۡوِیَنَّہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۴۰﴾
اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡہُمُ الۡمُخۡلَصِیۡنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ ہٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسۡتَقِیۡمٌ ﴿۴۲﴾ اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡغٰوِیۡنَ ﴿۴۳﴾

(سُوۡرَۃُ الۡحِجۡرِ:29تا43)

تَرۡجَمَۃ:۔ اور (یاد کر) جب تیرے ربّ نے فرشتوں سے کہا کہ میں گلے سڑے کیچڑ سے بنی ہوئی خشک کھنکتی ہوئی ٹھیکریوں سے بشر پیدا کرنے والا ہوں۔ پس جب میں اسے ٹھیک ٹھاک کر لوں اور اس میں اپنا کلام پھونکوں تو اس کی اطاعت میں سجدہ ریز ہو جانا۔ تو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کر دیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہو۔ اس نے کہا اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل نہیں ہوا؟ اس نے کہا میں ایسا نہیں کہ میں ایک ایسے بشر کے لیے سجدہ کروں جسے تو نے گلے سڑے کیچڑ سے بنی ہوئی خشک کھنکتی ہوئی ٹھیکریوں سے پیدا کیا ہے۔ اس نے کہا اس (مقام) میں سے نکل جا۔ یقیناً تو دھتکارا ہوا ہے۔ اور یقیناً تجھ پر جزا سزا کے دن تک لعنت رہے گی۔ اس نے کہا اے میرے ربّ! مجھے اس دن تک مہلت دے جب وہ (بشر) اُٹھائے جائیں گے۔ اس نے کہا پس یقیناً تُو مہلت دیئے جانے والوں میں سے ہے۔ ایک معلوم وقت کے دن تک۔ اس نے کہا اے میرے ربّ! چونکہ تو نے مجھے گمراہ ٹھہرا دیا ہے سو میں ضرور زمین میں (قیام) ان کے لیے خوبصورت کر کے دِکھاؤں گا اور مَیں ضرور ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔ سوائے اُن میں سے تیرے چنیدہ بندوں کے۔ اس نے کہا یہ سیدھی راہ (دِکھانا) میرے ذمّہ ہے۔ یقیناً (جو) میرے بندے (ہیں) ان پر تجھے کوئی غلبہ نصیب نہ ہو گا سوائے گمراہوں میں سے اُن کے جو (از خود) تیری پیروی کریں گے۔

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے عہدِ خلافت میں اُٹھنے والے فتنے اور اُن کا عبرتناک انجام:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے عہد میں اندرونی اور بیرونی لحاظ سے متعدد فتنے اُٹھے۔ مخالفین احمدیت کا فتنہ، اِنکارِ خلافت کا فتنہ، جھوٹے مدعیوں کا فتنہ... یہاں پر چند ایک اختصار سے پیش کیے جا رہے ہیں۔ جب بعض نام نہاد احمدیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے بعض دعاوی کا انکار اور بعض کا اقرار کرنا شروع کیا تو آپ نے نہایت سختی سے ان بحثوں کو روکا اور اعلیٰ و ارفع مقام کی تعیین کی یعنی آپؑ کو ظلی نبی قرار دیتے ہوئے آپؑ کے بعد اپنی خلافت پر آیت استخلاف چسپاں کی اور نظامِ خلافت سے برگشتگی کرنے والوں کو ''فاسق'' کا خطاب دیا اور یہ بھی فرمایا کہ ''یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہنچی یہ رافضیوں کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اِطاعت فرماں برداری کرو ابلیس نہ بنو۔''

(بدر 4 جولائی 1912ء) (متفرق مضامین الفضل انٹرنیشنل 16 جون 2021ء)

خلافتِ ثانیہ میں برپا ہونے والے بعض فتنے اور ان کا انجام:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثّانی المصلح الموعودؓ 14 مارچ 1914ء کو مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور 7، 8 نومبر 1965ء کی درمیانی شب اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔ اس طرح خلافتِ ثانیہ کا مبارک دَور تقریباً 52 سال تک دنیائے عالَم کو انوار سے منوّر کرتا رہا۔ خلافتِ ثانیہ کے اس بابرکت دَور میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار نشانات ظاہر ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ پر اَن گِنت فضل و احسان کرتے ہوئے لاکھوں افراد کو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور دنیا کے بیسیوں ملکوں میں جماعت کا پودا لگا دیا۔ الحمدللہ۔

منکرینِ خلافت کا فتنہ:۔

منکرینِ خلافت کے فتنے کا آغاز اگرچہ خلافتِ اولیٰ میں ہوا تھا لیکن خلافتِ ثانیہ کے قیام (14 مارچ 1914ء) کے بعد یہ اپنی انتہا پر پہنچ کر ہمیشہ کے لیے نظامِ سلسلہ سے جدا ہوگیا۔ اس لیے پہلے اس فتنہ کا ذکر کیا جارہا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے (بعد ازاں امیر غیر مبایعین) کو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے زمانہ سے ہی حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ (جو کہ صدر، صدر انجمن احمدیہ تھے) سے انجمن کے بعض معاملات اور سلسلہ کے بعض انتظامی اُمور کی وجہ سے رنجشیں پیدا ہو چکی تھیں چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی وفات کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی بیعت کرنے کی تجویز ہوئی تو اُس وقت بھی انہوں نے بیعت خلافت کرنے کے معاملہ پر اختلاف کیا۔ اس بارہ میں خود مولوی محمد علی صاحب تحریر فرماتے ہیں: ''مَیں نے کہا اس کی کیا ضرورت ہے۔ جو لوگ نئے سلسلہ میں داخل ہوں گے انہیں بیعت کی ضرورت ہے اور یہی الوصیّت کا منشا ہے... اور اسی پر اب تک قائم ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی جن لوگوں نے بیعت کی انہیں آپؑ کی وفات کے بعد کسی دوسرے شخص کی بیعت کی ضرورت نہیں اور نہ بیعت لازمی ہے لیکن بایں ہمہ مَیں نے بیعت کر بھی لی اس لیے کہ اس میں جماعت کا اتحاد تھا۔''

(حقیقتِ اختلاف مصنفہ مولوی محمد علی صاحب، صفحہ 31 تا 32)

اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی بیعت کرنا نہ چاہتے تھے۔ اس بات کا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو بھی بخوبی اندازہ تھا چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے بیعت خلافت کے بعد واپسی پر حضرت ڈاکٹر عطر دین صاحب سے دریافت فرمایا: ''میاں عطر دین! کیا محمد علی نے میری بیعت کی ہے؟ ڈاکٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضورؓ کا یہ سوال بہت معنی خیز تھا اور اس سے عیاں ہے کہ حضورؓ کو بعض یقینی اُمور کی بناء پر یہ خدشہ ہوگا کہ شاید مولوی محمد علی صاحب کو آپؓ کی بیعت کرنے پر اُنشراح نہ ہو۔''

(اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 9)

پس اس وقت حالات کے پیشِ نظر بظاہر بیعت کر لینے کے باوجود مولوی محمد علی صاحب اپنے اس خیال کو دل سے نہ نکال سکے بلکہ اپنے پراپیگنڈا سے صدر انجمن کے کئی سرکردہ افراد مثلاً مرزا محمد یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب وغیرہ کو اپنا ہم خیال بنانے میں کامیاب ہوگئے۔ اس سلسلہ میں ان کے دست راست خواجہ کمال الدین صاحب بنے۔ جو خود بھی ایسے ہی خیالات کے مالک تھے بلکہ بعض معاملات میں محترم مولانا موصوف سے کچھ آگے ہی تھے۔ چنانچہ حضرت سید محمد سرور شاہ صاحبؓ نے اپنی کتاب ''کشف الاختلاف'' میں ایسے معاملات میں خواجہ صاحب کو استاد اور مولوی محمد علی صاحب کو شاگرد لکھا ہے۔ ان دونوں میں ایک قدر مشترک یہ ضرور تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے زمانہ سے ہی مختلف انتظامی معاملات میں معترضانہ خیالات کے حامل چلے آرہے تھے...

جلسہ سالانہ 1908ء پر خلافت کے خلاف پراپیگنڈا:۔

اسی سال دسمبر 1908ء کے جلسہ سالانہ پر اس گروہ نے اپنے دبے اور مخفی خیالات و نظریات کو واشگاف کر دیا اور مولوی محمد علی صاحب نے اپنے دوست احباب کے ذریعہ مختلف پیرایوں میں صدر انجمن احمدیہ کو ہی حضرت اقدس علیہ السّلام کی جانشین قرار دینے کے لیے لوگوں کی ذہن سازی کی

بے اِنتہا کوشش کی۔ نیز اس گروہ نے خلافت کے وقار کے خلاف ایک یہ حرکت بھی کی کہ جلسہ کی تقاریر کے لیے جہاں عام مقررین کے لیے ایک گھنٹہ مقرر کیا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کی تقریر کے لیے دو گھنٹے کا وقت مقرر کیا گیا جبکہ خلیفہ ٔ وقت کے لیے تقریر کا کوئی دورانیہ مقرر کرنا بے ادبی اور گستاخی ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ نے ظہر و عصر کی نمازیں پڑھا کر تقریر کا آغاز فرمایا جو مغرب کے وقت تک جاری رہی۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کی طرف سے اس گروہ کو خلیفہ ٔ وقت کی تقریر کا وقت مقرر کیے جانے پر ایک عملی جواب تھا...

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی تقریر:۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ مسجد مبارک قادیان میں تشریف لائے اور کھڑے ہو کر تقریر شروع کی اور فرمایا کہ خلافت ایک شرعی مسئلہ ہے۔ خلافت کے بغیر جماعت ترقّی نہیں کر سکتی اور مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی شخص مُرتَد ہو جاوے گا تو مَیں اس کی جگہ ایک جماعت تجھے دوں گا۔ پس مجھے تمہاری پروا نہیں۔ خدا کے فضل سے مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ میری مدد کرے گا۔ پھر خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کے جوابوں کا ذِکر کر کے فرمایا کہ مجھے کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام نماز پڑھا دینا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا یا بیعت لے لینا ہے۔ یہ جواب دینے والے کی نادانی ہے اور اس نے گستاخی سے کام لیا ہے۔ اس کو توبہ کرنی چاہیے ورنہ نقصان اُٹھائیں گے۔ دورانِ تقریر میں آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے عمل سے مجھے بہت دکھ دیا ہے اور منصبِ خلافت کی ہتک کی ہے۔ اسی لیے میں آج اس حصّہ مسجد میں کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے بلکہ اس حصّہ مسجد میں کھڑا ہوا ہوں جو مسیح موعود علیہ السّلام کا بنایا ہوا ہے... خواجہ صاحب کو کھڑا کیا۔ انہوں نے بھی مصلحتِ وقت کے ماتحت گول مول اَلفاظ کہہ کر وقت کو گزارنا ہی مناسب سمجھا۔ اور پھر فرمایا کہ آپ لوگ دوبارہ بیعت کریں اور خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب سے کہا کہ الگ ہو کر آپ مشورہ کر لیں اور اگر تیار ہوں تب بیعت کریں۔ اس کے بعد شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم سے جو اس جلسہ کے بانی تھے، جس میں خلافت کی تائید کے لئے دستخط لیے گئے تھے کہا کہ اُن سے بھی غلطی ہوئی ہے۔ وہ بھی بیعت کریں...

غرض ان تینوں کی بیعت دوبارہ لی اور جلسہ برخواست ہوا۔ اس وقت ہر ایک شخص مطمئن تھا اور محسوس کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ نے جماعت کو بڑے اِبتلاء سے بچایا۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب جو ابھی بیعت کر چکے تھے اپنے دل میں سخت ناراض تھے اور ان کی وہ بیعت جیسا کہ بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا، دِکھاوے کی بیعت تھی۔ انہوں نے ہرگز خلیفہ کو واجب الاطاعت تسلیم نہ کیا تھا...

چنانچہ حضرت ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیّر کا بیان ہے کہ ''مسجد کی چھت سے نیچے اُترتے ہی مولوی محمد علی صاحب نے خواجہ صاحب کو کہا کہ آج ہماری سخت ہتک کی گئی ہے۔ مَیں اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ہمیں مجلس میں جوتیاں ماری گئی ہیں۔''

(آئینہ صداقت، انوار العلوم جلد 6 صفحہ 193 تا 194)

انتخاب خلافتِ ثانیہ اور غیر مبایعین:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد 14 مارچ 1914ء کو مختلف مقامات سے آئے ہوئے تمام احمدی مسجد نور قادیان میں جمع ہوئے تو بعد نماز عصر حضرت نواب محمد علی خاں صاحب ؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کی وصیّت پڑھ کر سنائی جس میں دَرج تھا کہ ''میرا جانشین متقی ہو، ہر دلعزیز، عالم باعمل ہو۔ حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک، چشم پوشی، درگزر کو کام میں لاوے۔ مَیں سب کا خیر خواہ تھا۔ وہ بھی خیر خواہ رہے۔''

وصیّت پڑھنے کے بعد لوگوں سے درخواست کی گئی کہ وہ آپ ؓ کی وصیت کے مطابِق کسی شخص کو جانشین تجویز کریں۔ حضرت مولوی سید محمد احسن امروہی صاحب نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ؓ کا نام پیش کیا۔ نام پیش ہونے کی دیر تھی کہ احمدی احباب جوش کے عالم میں ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیں۔ بیعت شروع ہو جانے پر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے

رُفقاء حسرت کے ساتھ رخصت ہو کر اپنی فرُودگاہ کی طرف چلے گئے۔ دواڑھائی ہزار کے مجمع میں سے گنتی کے چند افراد بیعت میں شامل نہ ہوئے اور باقی سب نے بیعت کر لی۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 96، تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 518)

چنانچہ خلافتِ ثانیہ کے آغاز میں ہی یہ لوگ نظام خلافت سے رُو گردان ہو کر الگ ہو گئے اور لاہور میں اپنا مرکز بنالیا اور انکارِ خلافت کے بعد غیر احمدیوں کو خوش کرنے کے لیے احمدیت کے اکثر خصوصی عقائد و مسائل کو خیر باد کہہ دیا مگر نہ انہوں نے خوش ہونا تھا اور نہ ہوئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج جبکہ ان کو مرکز سلسلہ سے الگ ہوئے سو سال سے زائد گزر چکا ہے اور اس گروہ نے اپنا مرکز بھی لاہور ایسے مرکزی شہر میں بنایا، جہاں ہر قسم کی سہولتیں میسر تھیں، پھر بھی ان کی تعداد جماعت مبایعین کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں اور بقول یکے از غیر مبایعین "تحریک ایک لاش بن کر رہ گئی تھی اور چند آدمی اسے نوچ نوچ کر کھا رہے تھے۔" (پیغام صلح 24 فروری 1954ء صفحہ 4) دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی مسلسل فعلی شہادت نے یہ بتادیا ہے کہ اس کا ہاتھ خلافت پر ہے۔ پس جو لوگ خلافت سے وابستہ ہوں گے وہی حبل اللہ کو تھامنے والے ہوں گے اور وہی دنیا و آخرت میں کامیاب ہونے والے ہیں اور وہی بفضل اللہ تعالیٰ ہر میدان میں کامیاب ہو رہے ہیں۔

فتنہ کا عبرتناک انجام:۔

فتنۂ اِنکار خلافت کے بانی اور خلافتِ احمدیہ سے علیحدہ ہو کر انجمن اشاعتِ اسلام لاہور بنانے والے جناب مولوی محمد علی صاحب کا انجام بِالآخر یہ ہوا کہ تمام حامی آپس میں اِفتراق و انتشار کا شکار ہو گئے۔ چنانچہ ان کی قائم کردہ جماعت کے حالات کا کچھ تذکرہ خود اُن کی زبانی بھی قارئین کے لیے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ مولوی محمد علی صاحب نے 5 جولائی 1951ء کے ایک سرکلر میں لکھا: "جب سے میں گذشتہ بیماری کے حملہ سے اُٹھا ہوں اس وقت سے یہ دونوں بزرگ اور شیخ مصری (مراد عبدالرحمٰن مصری صاحب) میرے خلاف پراپیگنڈا میں اپنی پوری قوت صرف کر رہے ہیں اور ہر ایک تنکے کو ایک پہاڑ بنا کر جماعت میں ایک فتنہ پیدا کرنا شروع کیا ہوا ہے اور نہ صرف وہ میری بیماری سے پورا فائدہ اُٹھا رہے ہیں بلکہ ان اُمور کے متعلق مجھے قلم اُٹھانے پر مجبور کر کے میری بیماری کو بڑھا رہے ہیں اور یہ امر واقع ہے کہ میری بیماری پھر ان احباب کی مہربانی سے بڑھ گئی ہے۔"

نیز لکھا: "جماعت کے بنیادی نظام پر کلہاڑی چلائی گئی ہے۔ اور امیر جماعت کے خلاف عَلَمِ بغاوت بلند کیا گیا ہے۔" اس سرکلر کے بعد مولوی صاحب موصوف نے 13 اگست 1951ء کو اپنے "دکھوں کی داستان" لکھی جس میں اپنے خلاف باغیانہ تحریک کی تفصیلات پر بالتفصیل روشنی ڈالنے کے بعد لکھا کہ "ایک طرف دن رات میرے خِلاف مشورے ہوتے رہتے ہیں اور احمدیہ بلڈنگس سے یہ پراپیگنڈا ہوتا رہتا ہے کہ میں کیا کیا قواعد کی خلاف ورزیاں کر رہا ہوں اور میری وجہ سے یہ جماعت نکمی ہو چکی ہے اور ان کے دلوں میں کوئی دینی جذبہ نہیں رہا۔ دوسری طرف میں کوئی بات کہوں تو اس کے ماننے سے انکار کیا جاتا ہے۔"

(حضرت امیر مرحوم کے دکھوں کی داستان صفحہ 16 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 383)

یہ حالت مولوی محمد علی صاحب کے لیے بِالآخر جان لیوا ثابت ہوئی اور آپ اپنے "دکھوں کی داستان" لکھنے کے ٹھیک دو ماہ بعد 13 اکتوبر 1951ء کو اس جہان فانی سے چل بسے۔ چنانچہ ان کی بیگم صاحبہ نے 29 نومبر 1951ء کو اپنی ایک چٹھی میں لکھا: "مفسدوں نے مخالفت کا طوفان برپا کر دیا اور... طرح طرح کے بیہودہ الزام لگائے۔ یہاں تک بکواس کی کہ آپ نے احمدیت سے انکار کر دیا ہے اور انجمن کا مال غصب کر لیا ہے۔"

"اِن تفکرات نے آپ کی جان لے لی۔ سب ڈاکٹر یہی کہتے تھے کہ اس غم کی وجہ سے حضرت مولوی صاحب کی جان گئی۔"

مزید تحریر کرتی ہیں: ”ایک وصیت لکھ کر شیخ میاں محمد صاحب کو بھیج دی کہ یہ سات آدمی جو اس فتنہ کے بانی ہیں اور جن کے دستخط سے یہ سرکلر نکلے تھے اور جن کا سرغنہ مولوی صدر دین ہے، میرے جنازہ کو ہاتھ نہ لگائیں اور نہ ہی نماز جنازہ پڑھائیں۔ چنانچہ اس پر عمل ہوا۔“

(رسالہ ”میاں محمد صاحب کی کھلی چٹھی کے جواب میں“ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 384)(متفرق مضامین الفضل انٹرنیشنل 20 فروری 2022ء)

چنانچہ جماعتِ احمدیہ کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ مخالفت کی آندھیاں حقیقی مومنین کے ایمان کو اپنی جگہ سے نہ ہِلا سکیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

”چند لوگ اگر مرتد ہوتے ہیں یا منافقانہ باتیں کرتے ہیں تو ان کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ایک بدفطرت اگر جاتا ہے تو جائے، اچھا ہے خَس کم جہاں پاک۔ وہ اپنے بدانجام کی طرف قدم بڑھارہا ہے وہی اس کا انجام مقدر تھا جس کی طرف جارہا ہے۔ لیکن جب اس کے مقابل پر ایک جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سینکڑوں سعید روحوں کو احمدیت میں داخل کرتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 21 مئی 2004ء)

اَلفاظ و معانی

مُتَعَدِّد: کئی، بہت سے۔ **تعَیُّن:** تقرر، مخصوص کرنا۔ **بَرگشتگی:** باغی، مُخالِف۔ **رافِضی۔** عقیدہ، جماعت کو چھوڑنے والا۔ **مُتمکّن:** قائم، بیٹھنے والا۔ **اَن گِنت:** بے شار، بہت زیادہ۔ **بایں ہمہ:** اِس تمام کے باوجود۔ **اِنشِراح:** خوشی، راحت۔ **واشگاف:** صاف، کھلے۔ **ذہن سازی:** سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو تیار کرنا۔ **مُرتَد:** دین سے پِھرا ہوا۔ **فَرُودگاہ:** جائے قِیام، منزل۔ **رُوگردان:** منحرف، پِھر جانے والا۔ **اِفتِراق:** دُوری، کنارہ کشی۔ **اِنتِشار:** بے انتظامی، تخریب کاری۔ **موصوف:** جن کا اوپر ذِکر کیا گیا ہے۔ **سَرغَنہ:** سرکردہ، لیڈر۔

سوالات:

سوال نمبر 1۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنے عہد میں بعض نام نہاد احمدیوں کے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے بعض دعاوی کا انکار اور بعض کا اقرار کرنے پر کن الفاظ سے ان کی بحثوں کو روکا؟

سوال نمبر 2۔ مولوی محمد علی صاحب نے بیعت خلافت پر جو اختلاف کیا۔ اُن کے اس بارہ میں جو الفاظ تھے بیان کریں؟

سوال نمبر 3۔ مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے ساتھ شامل افراد نے دسمبر 1908 کے جلسہ سالانہ پر خلافت کے وقار کے خلاف کیا حرکت کی؟

سوال نمبر 4۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے مسجد مبارک میں اپنی تقریر میں خُدا تعالیٰ کے کس وعدہ کا ذکر فرمایا؟

سوال نمبر 5۔ مسجد نور قادیان میں نمازِ عصر کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وصیت کس نے پڑھ کر سنائی اور اس کے الفاظ کیا تھے؟

سوال نمبر 6۔ خلافت ثانیہ کے آغاز میں جو گروہ الگ ہو گیا تھا انہوں نے اپنا مرکز کس شہر کو بنایا اور اب تک اس جماعت کی کتنی تعداد ہے؟

سوال نمبر 7۔ انکار خلافت کے بانی مولوی محمد علی صاحب کی بیگم صاحبہ نے 29 نومبر 1951 کو اپنی ایک چٹھی میں اپنے شوہر کے بارہ میں کیا لکھا؟

HERAUSGEBER

Shoba Taleem ★ Lajna Imaillah Deutschland
Frauen Organisation der Ahmadiyya Muslim Jama'at KdöR
Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt am Main

Tel.: 069 / 905 067 40 ★ E-Mail: taleem@lajna.de ★ Web: www.lajna.de